عید اضحی کا خطبہ

ہر قوم میں میلوں کا دستور

ہر ایک قوم میں کچھ دستور رسمیں اور عادات ہوتے ہیں منجملہ ان کے میلے بھی ہیں جن کا متمدن اور غیر متمدن دونوں قوموں میں رواج ہے میلے کے دن خوراک لباس میل و ملاقات میں خاص اور نمایاں تبدیلی ہوتی ہے۔ یہ فطرتی چیز تھی مگر اس میں بڑھتے بڑھتے ہوا و ہوس کو بہت دخل ہو گیا۔

بہت سے میلے تجارت کی بنیاد پر قائم ہیں نیز ہندوستان میں تجارت کے ایسے میلے دیکھے ہیں۔ چنانچہ ہر ہفتے کسی نہ کسی گاؤں میں میلا ہوتا ہے اور اسے گزری کہتے ہیں۔ وہاں دس دس بارہ بارہ کوس کی چیزیں جمع کر لیتے ہیں۔

بعض میلوں میں جانوروں کو جمع کر لیتے ہیں۔ جسے منڈی کہتے ہیں۔ غرض ان میلوں میں عجیب عجیب مقاصد کام کر رہے ہیں۔

بعض تو اپنے گزارے کے لیے میلہ لگاتے ہیں۔ بعض خاص چندے یا نذر و نیاز کے حصول کے لیے اور بعض محض اپنی عظمت و جبروت کے اظہار کیلئے

ان میلوں میں اصلاح

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاں جہاں بڑے احسانات ہیں ان میں میلوں کی اصلاح ہے۔ چونکہ یہ ایک فطرتی بات تھی اس لئے انکو منع نہیں کیا۔ صرف اصلاح کر دی اور وہ یوں جہاں ہر رسم و رواج کو اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور شفقت علی خلق اللہ کے نیچے رکھ لیا۔ وہاں ان میلوں میں بھی یہی بات پیدا کر دی۔

عید اضحی میں تعظیم لامر اللہ

مثلاً عید کا میلہ ہے۔ آپ نے اس میں اول تو تکبیر کو لازم ٹھہرایا اور خدا کی تعظیم کے اظہار کے لیے وہ لفظ مقرر کیا جس سے بڑھ کر کوئی لفظ نہیں۔ صفات میں اکبر سے بڑھ کر کوئی لفظ نہیں اور جامع جمیع صفات کاملہ ہونے کے لحاظ سے اللہ سے بڑا کہ۔ اس مفہوم کو کوئی ظاہر نہیں کر سکتا

عید میں شفقت علی خلق اللہ

مخلوق پر شفقت کرنے کیلئے رمضان کی عید میں صدقۃ الفطر کو لازم ٹھہرایا۔ یہاں تک کہ نماز میں جب جاوے کہ اسکو ادا کرے اور پھر یہ صدقہ خاص جگہ جمع کرے تاکہ مساکین کو یقین ہو جائے کہ ہمارے حقوق کی حفاظت کی جائیگی۔

پھر یہ ہے اس میں مساکین وغیرہ کے لیے سید العالمین یعنے گوشت کی مہمانی کی ہے۔

پس کیا ہی مستحق ہے صلوٰۃ و سلام کا وہ رسول جس نے ہمیں ایسی عمدہ راہ دکھائی یہ چیزیں صرف اسی بات کے لئے تھیں کہ اللہ کی نسبت فرائض جو انسان کے لیے ہیں۔ اور جو فرائض مخلوق کی نسبت ہیں انکو پورا کریں مگر دنیا کے کسی میلہ کو دیکھ لو ان میں یہ حق و حکمت کی باتیں نہیں۔ جو عیدین میں ہیں۔

عید اضحی کے فوائد

عید میں تنگی نہیں کی بلکہ فرمایا۔ اگر جمعہ و عید اکھٹے ہو جائیں تو گاؤں کے لوگوں میں جو باہر سے شریک ہوئے ہیں جمعہ کے لیے انتظار کی تکلیف نہ دیجائے۔ وحدت کا مسئلہ بھی خوب سکھایا ہے پہلے تو ہر محلے کے لوگوں کو پانچ بار مسجد میں اکھٹے ہو کر دعا مانگنے کا حکم دیا۔ پھر ہفتہ میں ایک دفعہ تمام گاؤں کے لوگوں کو جمع ہو کر دعا کرنیکا ارشاد کیا پھر سال میں عیدین ہیں جن میں مومنوں کا اجتماع لازم ٹھہرایا پھر ساری دنیا کے لیے مکہ مقرر فرمایا جہاں کل جہان کے اہل استطاعت مسلمان ملکر دعا کریں۔

قربانی

جو عید اضحی کے دن کی جاتی ہے۔ اس میں بھی ایک پاک تعلیم ہے۔ اگر اس میں مدنظر دینی امر ہو جو جناب الٰہی نے قرآن شریف میں فرمایا۔ لن ینال اللہ لحومها ولا دماءها ولكن يناله التقوى منكم

قربانی کی فلاسفی

قربانی کیا ہے یہ ایک تعبیری زبان میں تعلیم ہے جسے جاہل اور عالم پڑھ سکتے ہیں۔ خدا کسی کے خون اور گوشت کا بھوکا نہیں۔ وہ **هو يطعم ولا يطعم** ہے۔ ایسا پاک اور عظیم الشان بادشاہ تو کہاں انکا محتاج ہے۔ گوشت کے چڑھاوے اور لہو کا بلکہ وہ تمہیں سکھانا چاہتا ہے کہ تم بھی خدا کے حضور اسی طرح قربان ہو جاؤ۔ اور ادنے اعلے کیلئے قربان ہوتا ہے۔

کل دنیا میں قربانی کا رواج ہے اور قوموں کی تاریخ پر نظر کرنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ادنی چیز اعلے کے بدلے میں قربان کیجاتی ہے۔ یہ مسئلہ چھوٹی سی چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیزوں میں پایا جاتا ہے۔

ہم بچے تھے تو یہ بات سنی تھی کہ کسی کو سانپ زہر والا کاٹے تو وہ انگلی کاٹ دیجاوے تاکہ کل جسم زہر کے اثر سے محفوظ رہے گویا انگلی کی قربانی تمام جسم کے بچاؤ کے لیے کی گئی۔

۲- اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا کوئی دوست آجاوے تو جو کچھ ہمارے پاس ہو اس کی خوشی کے لیے قربان کرنا پڑتا ہے گھی آٹا گوشت وغیرہ قیمتی اشیاء۔ اس پیارے کے سامنے کوئی ہستی نہیں رکھتیں۔

۳- اس سے زیادہ عزیز ہو تو مرغے مرغیاں حتی کہ بھیڑیں اور بکرے قربان کئے جاتے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر گائے اور اونٹ تک بھی عزیز مہمان کے لیے قربان کر دئے جاتے ہیں۔

۴- میں نے اپنی طب میں دیکھا ہے۔ کہ وہ قومیں جو جائز نہیں سمجھتیں کہ کوئی جاندار قتل ہو وہ بھی اپنے زخموں کے کئی سینکڑوں کیڑوں کو مار کر اپنی جان پر قربان کر دیتی ہیں

۵- اس سے اوپر چلیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ادنیٰ لوگوں کو اعلے کے لیے قربان کیا جاتا ہے۔ مثلاً چوہڑے ہیں آج عید کا دن ہے۔ مگر ان کے سپرد بھی وہی کام ہے بلکہ صفائی کی زیادہ تاکید ہے۔ گویا ادنیٰ کی خوشی اعلیٰ کی خوشی پر قربان ہوئی۔

۶- ہندو گئو رکھشا بڑے جوش سے کرتے ہیں الخ کے ملک میں تو دودھ تک نہیں پیتے، کیونکہ یہ بچھڑوں کا حق ہے۔ اور یہاں کے ہندو تو دھوکہ دیکر دودھ لیتے ہیں

گر پھر بھی اس سے اور اسکی اولاد سے سخت کام لیتی ہیں یہانتک کہ وہ اپنے کام کے لیئے انہیں بار بار کاروبارت کرتے ہیں یہ بھی ایک قسم کی قربانی ہے۔

۷۔ ادنیٰ سپاہی اپنے افسر کے لیئے اور وہ افسر اعلیٰ افسر کے لیئے اور اعلیٰ افسر بادشاہ کے بدلے میں قربان ہوتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے اس فطرتی مسئلہ کو برقرار رکھا۔ اور اس قربانی میں تعلیم دی کہ ادنیٰ اعلیٰ کے لیئے قربان کیا جاوے۔

۸۔ محبت میں انسان بے اختیار ہوتا ہے۔ مگر اس میں بھی قربانیوں کا ایک سلسلہ ہے۔ چنانچہ محبت بھی بتدریج محبوبوں کے مراتب رکھکر ایک کو دوسرے پر قربان کرتا رہتا ہے۔ اپنا پیسہ یا جان محبوب ہے۔ مگر دوسرے محبوب پر اسے قربان کر دینے میں عذر نہیں انسان کو مال کی محبت ہے بی بی کی محبت ہے۔ بچوں کی محبت ہے یار و آشنا کی امن و چین کی محبت ہے اللہ کی کتابوں اللہ کے رسولوں کی محبت ہے سچے علوم سے بھی محبت ہے ان تمام محبتوں کے مراتب ہیں۔ اور ادنیٰ کو اعلیٰ پر قربان کیا جاتا ہے۔ بات لمبی ہوگئی

الرحمٰن میں قربانی کی تعلیم

میں جو آیات پڑھی ہیں اس میں اللہ کا نام ہے رحمٰن کا نام ہے اور رحیم کا نام ہے اللہ تعالیٰ نے اس بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو ۱۱۴ دفعہ قرآن شریف میں بیان کیا ہے۔ ہر مسلمان کو اس کلمہ کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ ایکبار اللہ رحمٰن رحیم فرماکر پھر تفصیل کیلیو اللہ کہا تھا رب اللہ رحمٰن رحیم کہا تھا مالک بڑھا دیا ہے۔ جب پھر غور کیجیئے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ ان قربانیوں کی طرف اشارہ فرما رہا ہے۔

اللہ کا لفظ معبود کے لیئے ہے۔ معبود عبادت کو چاہتا ہے۔ اور عبادت کیا ہے پہلے درجہ کی محبت پہلے درجہ کا تذلل پرلے درجے کی اطاعت اور ان باتوں کا پتہ مقابلہ میں لگتا ہے۔ ایک شخص ایک طرف حکم کرتا ہے اور دوسری طرف خدا تو جب جو شخص خدا کے حکم کی طرف سبقت کریگا۔ اسنے گویا خدا کی اطاعت پر دوسروں کی اطاعت کو قربان کیا۔

انسان محتاج ہے کھانے پینے کا مکان کا غرض ذرہ ذرہ میں خدا کے حضور اسکی احتیاج ہے چنانچہ اس نے فرمایا انتم الفقراء الی اللہ ھو الغنی حقیقی غنی اللہ کی ذات ہے۔ اور سراپا احتیاج انسان جو احتیاج میں ہے اسکے برابر کوئی ذلیل نہیں اسی لیئے حکم ہے کہ خدا کے حضور تذلل کا پھر انسان اپنے وجود میں اپنے بقا میں دفع امراض میں رنج و راحت عسر یسر غرض ہر حالت میں اللہ کا محتاج ہے

اللہ کے لفظ میں قربانی کی تعلیم

پس اللہ کا نام انسان کو یہ سمجھاتا ہے کہ حقیقی معبود حقیقی مطاع حقیقی غنی وہی ذات ہے۔ اور حقیقتاً محتاج حقیقتاً ذلیل حقیقتاً مطیع وہ انسان ہے جسکو اللہ نے پیدا کیا۔ اور جو اپنے بقا میں ہر آن اسکے فضل کا محتاج ہے اس فضل کے جذب کے لیئے اطاعت فرض ہے۔

اب اسکی اطاعت کی راہیں معلوم کرنے کے واسطے نبی کریم کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جب ایک انسان دوسرے انسان کی رضامندی کی راہیں معلوم نہیں کر سکتا تو اس وراء الورا کی رضامندی کی راہیں کیونکر معلوم ہو سکتی ہیں۔ سوا اس کے کہ وہ خود ہی بتلائے چنانچہ اس نے نبوت کا سلسلہ قائم کیا جس کے لیے کارخانے ہیں اس میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جیسے عام مخلوق کی محبت انبیاء کی محبت پر قربان کیجاتی ہے۔ اسی طرح انبیاء کی محبت اللہ کی محبت پر قربان کرنی پڑتی ہے۔ تمام انبیاء نے الوہیت کے مسئلہ پر بڑا زور دیا ہے مگر میں اکثر واعظوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ خدا کی عظمت اور جبروت کے اظہار کے لیئے وعظ نہیں کرتے بلکہ ان میں سے بعض کا منشا تو یہ ہوتا ہے۔ کہ لوگوں کو رلا دیں بعض اسبات میں اپنا کمال سمجھتے ہیں کہ ایک روایت سے رلائیں دوسری سے ہنساویں۔

ابتدائی زمانہ میں ایک کتاب ہمارے پاس تھی جسکا نام تھا بحر ظرافت۔ ایک مولوی واعظ ہمارے ہاں آتے۔ انہوں نے کہا کہ یہ کتاب مجھے دیدیجئیے کہا اسے آپ کیا کریں گے۔ اس میں تو محض تمسخر ہے آپنے کہا وعظ میں ایک کمال ہنسانے کا ہے جو اس کے ذریعہ پورا ہو جائیگا۔ بعض وعظ کا کمال اس میں سمجھتے ہیں کہ انکے وعظ کے آخیر میں کوئی شخص اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر انکے مذہب میں شامل ہو جائے مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یتلوا علیہم ایاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتب والحکمۃ وعظ میں عبودیت کا رنگ ہو اللہ کی کتاب پڑھی جاوے اسکی حقیقت بتائی جاوے پھر اس کی تعلیم سے دل اس قسم کے پیدا ہوں جو اس تعلیم کیساتھ مطہر پاک ہو جاویں۔ ایک بھی ہزار لوگوں میں سے ایسا پیدا ہو جاوے تو غنیمت ہے بلکہ اکسیر احمر ہے۔

بہت سے لوگ ہیں جو امیر ہیں بہت سے لوگ اخلاص ظاہر کرتے ہیں چندے بھی دیتے ہیں بہت سے خوشامد کرتے ہیں۔ اور ایسے ایسے بھاری لقب دیتے ہیں جو شاید ہماری نسل میں سے کسی کو نہ دیئے گئے ہوں۔ مگر وہ آدمی جو فرمانبرداری میں غرق اور کسی بات کی پروا نہ کرے وہ ملے تو بے نظیر و اکسیر ہے۔ فرمانبرداری بڑی اعلیٰ صفت ہے۔ ہاں یہ سمجھ لے کہ جو حکم دیا گیا ہے وہ مال دین عزت کو نقصان پہونچانیوالا تو نہیں یا قرب الٰہی سے دور کرنیوالا تو نہیں۔ ایسے شخص کے پاس بھی ہرگز نہ بیٹھنا چاہیئے۔ ہمارے بزرگوں میں سے ایک شعر پڑھا کرتے تھے۔

با ہر کہ نشستی و نشد جمع دلت ۔ و از تو نرمید صحبت آب و گلت
زنہار ز صحبتش گریزان میباش ۔

یعنے جسکی صحبت میں بیٹھکر جمعیت خاطر اور سچی طمانیت حاصل نہ ہو اور اعلیٰ اغراض کے لیئے ادنیٰ اغراض کی قربانیوں کی توفیق نہ ملے۔ تو اس کی صحبت کی اجازت نہیں۔ چنانچہ کہا ہے۔ ورنہ نکند روح عزیزان بحلت

ربوبیت

اسی طرح اس سے آگے ربوبیت کا درجہ ہے ہم نہ تھے اس نے ہمیں وجود بخشا۔ زندگی دی بیان سکھایا۔ قوٰے دیئے ہیں اپنے قوٰے پر خود ہی حیران ہوں۔ اور میرا دل رقص میں آجاتا ہے کہ اسکی مجھ

کان کیسے دیئے ہیں۔ آنکھیں کیسی عطا کی ہیں زبان کیسی دی ہے۔ دماغ کیسا دیا دل کیسا دیا ہے کہ ساری دنیا قربان ہوجاوے پر میرے مولیٰ کی بڑائی ہوجاوے رسول اللہ سے ایسی محبت بخشی ہے۔ کہ میرے کسی گوشہ میں آپکی تعلیم آپکی اولاد آپ کی آل سے ذرا بھی بغض نہیں رہا میں نے اتنی تاریخیں پڑھی ہیں خارجی شیعہ رافضی کی مگر پھر بھی کسی صحابی سے مجھے رنج نہیں نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سے نہ کسی آل و اولاد سے رنج ہے اور یہ خدا کا فضل ہے اور اسی کی ربوبیت کی شان سے ہے۔

حضرت صاحب نے ہمارے معزز اصحاب فرمانے لگے کہ ایکدفعہ میں نے چاہا جیسے اور صوفیوں نے کتابیں لکھی ہیں میں بھی لکھوں (ان میں سے بہت بڑی کتاب امام شعرانی کی ہے بڑی دلچسپ کتاب ہے اسکا ترجمہ اختصاری رنگ میں اپنے مذاق کے لحاظ سے نواب صدیق حسن خان صاحب نے بھی کیا ہے، چنانچہ مینے ایک کتاب لکھنے کا ارادہ کیا مگر خدا کے انعامات کی اتنی برسات مینے دیکھی کہ شرم سے میرا قلم رک گیا فرمایا اگر برسات کے قطروں کو گن سکتے ہو تو خدا کے احسانات کو بھی گن سکیگا چنانچہ خدا نے فرمایا ان تعدوا نعمۃ اللہ فلا تحصوھا ان احسانات سے ایک وحدت بھی ہے جسکی نسبت فرماتا ہے۔ کہ اگر ساری زمین سونے چاندی کی بھر کر دیدو تو بھی یہ وحدت پیدا نہیں ہوسکتی۔ اسکا مینے بھی تجربہ کیا ہے ایک زمانہ میں میرے پاس بڑا روپیہ آتا تھا۔ اور مجھ کو روپیہ کی محبت ہرگز نہیں میں اپنی تعریف ہرگز نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے فضل کا اظہار یہ لوگ جو بطور میرے شاگرد میرے پاس رہتے ہیں (اگرچہ بعض لوگ انکو حقارت سے دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کے ارد گرد بیٹھے رہتے ہیں اور احادیث میں خلط ملط رکھتا ہے) ان سے پوچھ لو کہ مال میں میرا مولیٰ کیسا متکفل ہے اور میں اس معاملہ میں اسکی ربوبیت کے بہت سے عجائبات دیکھ چکا ہوں۔

اسی ربوبیت کے چشمہ کا فیضان ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جیسا نبی ہم میں آیا پھر اس مذہب ملا جسکی حمایت و نصرت کے لیئے ہر صدی میں یقیناً امام آئے جن کی تعلیم دیکھکر ہم حیران رہجاتے ہیں۔ کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کیسے قدم بہ قدم چلایا ہے۔ اماموں کے متعلق ایک مذہب ہے۔ کہ پچاس برس کے بعد ایک امام آتا ہے۔ دوسرا مذہب ہے۔ کہ پچیس برس کے بعد وہ تعلیم رسالت پناہ کو محفوظ رکھتا ہے۔ خیر یہ بھی اسی کی ربوبیت کا تقاضا ہے۔

غرض اس نے ہمیں عدم سے وجود بخشا وجود سے بقا پھر عقل و فہم و ذکا پھر اعضا صحیحہ عطا کئے پھر ہمیں توفیق دی کہ ہم مسلمان ہوئے۔ دیکھو بڑے بڑے ذہین اور ہوشیار آدمی اسلام سے متنفر دیکھتے ہیں جنکو میں نے عجیب عجیب طور سے قائل کیا ہے مگر اسلام کی توفیق نہیں ملی پس توفیق بھی نعمت ہے جناب الٰہی سے، ہمنے دیکھا ہے بعض کو دین کا شوق نہیں اور اگر ہے تو ذہن اس قابل نہیں یا ذہن تو ہے مگر سامان نہیں سامان تو ہے صحت نہیں صحت تو ہے کوئی اور مشکل ہے مثلاً دنیوی علائق کیوجہ سے فرصت نہیں جو فرصت ہے تو پھر یہ دقت ہے کہ کتابیں سچی نہیں ملیں بعض کو توفیق ملتی ہے مگر ارادے میں ثبات نہیں آج نماز کا شوق چرآیا ہے۔ زندگی وقف کرنے پر تلے بیٹھے ہیں۔ مگر تھوڑے دن بعد کچھ بھی نہیں حالانکہ قول بلا عمل کیا ہستی رکھتا ہے غرض سب باتیں موقوف ہیں فضل الٰہی پر جو ربوبیت کی صفت پر فیض لینے چاصل ہوتی ہیں۔

مختصرات

میں تمہیں مختصر نصیحت کرتا ہوں بعض لوگ ہیں جو نماز میں کسل کرتے ہیں۔ اور یہ کئی قسم ہے۔ (۱) وقت پر نہیں پہونچتے (۲) جماعت کیساتھ نہیں پڑھتے (۳) سنن و رواتب کا خیال نہیں کرتے کان کھول کر سنو جو نماز کا مضیع ہے اسکا کوئی کام دنیا میں ٹھیک نہیں۔

زکوٰۃ:۔ بعض لوگ زکوٰۃ کے حکم کی تعمیل میں کسل کرتے ہیں۔ وہ اس بات کی تہ کو نہیں پہونچتے۔ کہ صلوٰۃ کیساتھ ہی زکوٰۃ کا ذکر بھی قرآن مجید میں کیوں ہے در اصل تعظیم لامر اللہ کیساتھ شفقت علیٰ خلق اللہ بھی ضروری ہے۔

اگر کسی کے پاس نئی جوتی ہے تو کیا حرج ہے کہ وہ پرانی جوتی کسی مسکین کو دیدے یہ کہنا کہ پرانی کیچڑ کے لئے رکھ لی ہے۔ حد درجے کی سفیہانہ بات ہے۔ اسی طرح میں نے پرانے کپڑوں پرانے لحافوں کی نسبت بارہا توجہ دلائی ہے یہی حکم علم کا ہے۔ کہ اگر خدا نے تمہیں علم بخشا ہے۔ تو اسکی زکوٰۃ ہے کہ دوسروں کو پڑھاؤ میں گھر میں دیکھتا ہوں کہ بہت لوگ اس زکوٰۃ میں مضایقہ کرتے ہیں۔ ایک شخص کو میں نے پڑھانے کی نسبت کہا اس نے بڑی جلدی اور شوق سے منظور کرلیا مگر ساتھ ہی بتا دیا کہ ڈیوٹیوں کا حساب آپ جانتے ہونگے۔ یہ زکوٰۃ کا طرز نہیں میرے نزدیک ہر شخص پر زکوٰۃ فرض ہے یہی وجہ کہ قرآن شریف میں نصاب کا ذکر نہیں امام حسن بصری سے کسی نے زکوٰۃ کا مسئلہ پوچھا آپ نے فرمایا ہمارے ہاں تو زکوٰۃ یہ ہے کہ کسی کے پاس چالیس ہوں تو اکتالیس بھر دے اور علماء کی زکوٰۃ یہ ہے کہ چالیس ہوں تو ایک دے غرض ہر ایک زکوٰۃ دیتے رہنا چاہیئے۔ مگر یہ موقوف ہے توفیق پر جس کے حصول کا گر دعا ہے۔ میرے بھائی سلطان احمد تھے۔ انہوں نے مجھے لکھا کہ سوف سوف نہ کرو کیونکہ موت کا وقت آجاتا ہے اور کام پورے نہیں ہوتے اسلیئے جب توفیق ملے اسی وقت وہ نیک کام کردے یہ میرا اپنا صحیح تجربہ ہے۔ شریعت اجازت نہیں دیتی کہ کام کو دوسرے وقت پر ڈالا جاوے یحول بین المرء وقلبہ کے علماء نے یہی معنے لکھے ہیں کہ جب وقت ملے اسی وقت کام کرلے ورنہ روک پیدا ہوجاتی ہے۔

میں تمہیں بہت کچھ سنانا چاہتا تھا مگر جمعہ بھی ہو اور اس میں بھی میں نے ہی بولنا ہے۔ (ناظرین اس تقریر سے سمجھ گئے ہونگے جو مضمون الحمد اور رب کے اسماء کی تفسیر اور اس میں قربانی کی تعلیم پر چل رہا تھا

بوجہ تنگی وقت و دیگر مصالح دہمیں عمر بات پہ بدحک دیا گیں) اس لیئے اسی مختصرات کیب تہہ کچہہ امر منضافح ایزاد کرتا ہون کہ تمہارے کاموں مین تعظیم لامر اللہ ہو اور شفقت علی خلق اللہ ہو کیونکہ فرمایا - اما ماینفع الناس فیمکث فی الارض۔ جو مضر وجود ہوتے ہیں وہ خود بھی سکہہ نہیں پاتے دوسرونکو بھی تکلیف پہونچاتے ہین پس تم مضر نہیں بلکہ نافع للناس وجود بنو۔ سب سے بہاری مسئلہ یہ ہے۔ کہ دقتوں کی حفاظت کرو دعا سے کام لو اور صحبت صلحاء اختیار کرو محبت صلحا بڑہا و محبت کا اصول یہ ہے کہ جبلت القلوب علے حب من احسن الیہ۔ میری فطرت میں یہ بات ہے کہ جو کام کیکو بتاؤں اور وہ نہ کیے تو میری اس کیساتہ محبت نہیں رہسکتی خدا کی محبت کا بھی یہی حال ہے وہ اپنی فرمانبرداری کرنیوالوں کو محبوب رکہتا ہے۔

قربانی کے مسایل | قربانی مین دو برس سے کم کوئی جانور نہین چاہیئے یہی میری تحقیق ہے (۲) جس کے سینگ بالکل نہ ہوں وہ جائز ہے (۳) خصی جائز ہے (۴) مادہ بھی جائز ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہمیشہ چھترا قربانی دیتے جس کا موہنہ آنکھیں پیٹ پاؤں سیاہ ہوتے جو بالکل دبلا ہو وہ جایز نہین اگر جانور موٹا ہو خواہ اسے خارش ہو تو بھی اسے جائز رکہا ہے۔ (۵) لنگڑا مناسب نہین۔

تم قربانیاں کرو اس یقین کے ساتہ کہ ان میں تصویری زبان کے ذریعے تمہیں فرمانبرداری کی تعلیم ہے اور یہ کہ تم بھی ادنے کے لیئے اعلے کو قربان کرنا سیکھو۔ اللہ تمہیں توفیق بخشے آمین آپنے ایک ہی خطبہ پڑہا دعا کوئی کہے تو کر دیتے ہین۔

عید کے جمعہ کا خطبہ

حضرت امیر المومنین نے یاایھا الذین اٰمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ پڑھکر فرمایا کہ ہر جمعہ مین اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ کوئی شخص تمکو وعظ سنائے اور اتنا وقت ہو کہ نماز سے پہلے سن لو اس کے بعد نماز پڑھو نماز کے بعد تمکو اختیار ہے کہ دنیوی کاموں مین لگو دین اس کے حکم کے مطابق تمکو نصیحت کرتا ہون۔

اللہ نے تمکو کچہہ اعضا دیئے ہین۔ اور ان اعضا پر حکومت بخشی ہے۔ اور پھر انسان کو اپنی صفات کا مظہر بنایا چونکہ خدا مالک ہے۔ اسلیئے انسان کو بھی مالک بنایا۔ اور اسکو بہت بڑا ملک دیا جن میں سے دوچار نوکروں کا مین ذکر کرتا ہون۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ تم سب کے سب بادشاہ ہو اور تم سے اپنی رعایا کے متعلق سوال ہوگا۔ (۲) الامام راع وھو مسئول عن رعیتہ امام بھی راعی ہوتا ہے اور اس سے رعایا کی نسبت سوال ہوگا (۳) عورت کے بارے مین بھی فرمایا کہ علے بیت زوجھا راع مین ان بادشاہونکا ذکر نہیں کرتا جو ملکون پر بادشاہی کرتے ہین۔ بلکہ اسکا ذکر کرتا ہون جو تم سب کے سب اپنے اعضا پر حکمران ہو ان میں سے بڑی چیز دل ہے جس کے کچہہ فرائض ہین کچہہ محرمات کچہہ مکروہات کچہہ مناجات دل کے فرائض بتاتا ہون (۱) اسکا عظیم الشان فرض ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لائے جب تک دل اس فرض کو ادا کرنیوالا نہ ہو ہلاکت مین ہے۔ یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم اور جحدوا بھا و استیقنتھا انفسھم سے پتہ لگتا ہے۔ کہ دل یقین کر چکے ہین۔ پس اس یقین کیساتہ عملی رنگ بھی ضروری ہے۔ (۲) اس کے بعد فرض ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو رسول یقین کرنا جب اللہ معبود ہوا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رسول۔ تو اللہ کے بالمقابل اب کسی کا حکم نہین اور رسول کی اطاعت کے بالمقابل اب کوئی اطاعت نہین۔ یہ شاہانہ بات ہے۔

دل کے محرمات میں سے ہے۔ (۱) اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا (۲) کبر و نخوت (۳) بغض و حسد (۴) ریا و سمعہ (۵) نفاق کرنا شرک کی نسبت تو اللہ فرماتا ہے۔ کہ معاف نہ کرونگا اور کبر وہ فعل ہے جس کا نتیجہ شیطان اب تک لعنت اٹھا رہا ہے۔ اور ریا کہتے ہین۔ اس عمل کو جو دکہاوے کیلئے کیا جاوے اور نفاق یہ ہے کہ دل نہ مانے اور اوپر سے اقرار کرے اسکے کچہہ اور شعبے بھی ہین۔ جب بات کرے جھوٹ بولے۔ (۲) امانت میں خیانت کرے معاہدہ میں غداری کرے (۴) سخت فحش گالیاں دے

دل کے فرائض سے نیچے یہ بات ہے کہ دل کو اللہ کی یاد سے طمانیت بخشے آدمی پر مصائب کا پہاڑ گر پڑتا ہے۔ کسی کی صحت خطرے میں ہے۔ کسی کی عزت کسی کی مالی حالت کسی کو بیوی کے تعلقات میں مشکلات ہین کسی کو اولاد کی تعلیم مین ان تمام مشکلات کے وقت خدا کی فرمانبرداری کو نہ بھولے۔

ایک شخص دہلی مین ہین جو ہمارے خیالات کے سخت مخالف ہین۔ انہوں نے ایک کتاب الحقوق و الفرایض لکھی ہے۔ مینے اسے بہت پسند کیا ہے حق بات کسی کے مونہہ سے نکلے مجہے بہت پیاری لگتی ہے۔ دوست کے منہ سے نکلے تو پھر اور کیا چاہیئے۔ حقوق و فرائض کا ہر وقت نگاہ رکہنا مومن کے لئے مستحب کام ہے مصایب مین اللہ پر ایسا بھروسہ ہو کہ ان مصائب کی کچہہ حقیقت نہ سمجھے اس کی تہ کے نیچے جو حکمتیں رحمتیں فضل ہین ان تک انا للہ کے ذریعے پہونچے ایکدفعہ میں جوانی میں الحمد پڑہنے لگا تو مین دونون مجہپر سخت ابتلا تہا۔ اسلیئے مجہے جہراً پڑہنے مین تامل ہوا۔ کیونکہ جب دل پورے طور پر اس کلمہ کے زبان سے نکالنے پر راضی نہیں تہا۔ تو یہ ایک قسم کا نفاق تہا۔ اللہ تعالیٰ نے میری دستگیری کی اور معاً مجہے خیال آیا۔ کہ جو انا للہ انا الیہ راجعون اور اللھم اجرنی فی مصیبتی پڑہتا ہے۔ ہم اس مصیبت کو راحت سے بدل دیتے ہین۔

انسان پر جو مصیبت آتی ہے۔ کبھی گناہونکا کفارہ ہوجاتی ہے۔ اسلیئے انسان شکر کرے کہ قیامت کو مواخذہ نہ ہوگا۔ دوم ممکن تہا اس سے بڑہکر مصیبت مین گرفتار ہوتا سوم مالی نقصان کی بجائے ممکن تہا جانی نقصان ہوتا جو ناقابل برداشت ہے چہارم۔ یہ بھی شکر کا مقام ہے۔ کہ خود زندہ رہے چونکہ خود زندہ نہیں تو پہر تمام مال و اسباب وغیرہ کی فکر لغو ہے۔

یہ سب مضمون جب میرے دل مین آیا تو مجہے تو دوسری

الحمد پڑھنا۔ قرآن میں کہیں نہیں آیا کہ مومن کو خوف وحزن ہوتا ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ خائف و دلگیر ہوتا ہے۔

زبان کا سب سے بھاری فرض ہے (۱) کلمہ توحید پڑھنا۔ نماز میں الحمد بھی فرض ہے۔ (۲) تو گویا اتنا قرآن پڑھنا بھی فرض ٹھیرا (۳) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی زبان کا ایک رکن ہے اس کے محرمات ہیں غیبت تحقیر جھوٹ افترا اس زبان کے ذریعے عام تلاوت احادیث کیسے اور عام طور پر جو معرفت کے خزانے اللہ رسول کی کتابوں میں ہیں پڑھکر یا تا کہ ان کی تہ تک پہونچے۔

معمولی باتیں کرنا مباح ہیں پسندیدہ باتیں اپنی عام باتوں میں استحباب کا رنگ رکھتے ہیں۔

کان کے فرائض لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحٰب السعیر اگر ہم حق کے شنوا ہوتے تو دوزخ میں کیوں جاتے اس سے ثابت ہوا کہ حق کا سننا فرض ہے اور غیبت کا سننا حرام ہے۔ سماع کے متعلق صوفیا میں بحث ہے۔ میرے نزدیک سماع قرآن وحدیث ضروری ہے مگر ایک شیطانی سماع ہے کہ راگنی کی باریکیوں پر اطلاع ہو یہ ناجائز ہے۔

ناک کے فرائض ہمیں حکم ہے کہ جس پانی کی بو خراب ہو اس سے وضو نہ کریں۔ اسواسطے پانی کا سونگھنا اسوقت فرض ہو گیا. خصوصاً جب نجاست کا احتمال ہو۔

عید کے دن عطر لگانا مستحبات میں داخل ہے ہاں اجنبی عورت کے کپڑوں اور بالوں کی خوشبو کا سونگھنا حرام ہے۔ اسی طرح آنکھ اور دوسرے اعضا کے فرائض ہیں۔

خطبہ ثانی

اذکروا اللہ یذکرکم زبان کے فرائض میں سے شکر بھی ہے. ناشکری کا مرض مسلمانوں میں بہت بڑھ گیا ہے کسی کو نعمت دیتا ہے تو وہ حقارت کرتا ہے اس کے نعمت بڑھتی نہیں اگر انسان شکر کرے تو نعمت بڑھتی ہے۔

مال کی حرص بھی بہت بڑھ گئی ہے جسکی پچیس روپے تنخواہ ہے۔ وہ چاہتا ہے پچاس ہو جاوے۔ اور جسکی سو ہے۔ وہ دو سو کے لیئے تڑپ رہا ہے۔ طالبعلموں میں بھی یہ مرض ہے اگر کوئی ان میں سے پاس ہو گیا تو پوچھنے پر شکر نہیں کریگا بلکہ یہی کہیگا خاک پاس ہوئے ہیں ہم تو جانتے تھے فرسٹ ڈویژن میں نکلتے وظیفہ لیتے۔

کسل و کاہل بھی ایک گندی صفت ہے جو مسلمانوں میں بڑھ رہی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعا فرمائی ہے جس کو تشہد میں بعض آئمہ نے فرض لکھا ہے۔ اللھم انی اعوذ بک من العجز والکسل عجز کہتے ہیں اسباب کو مہیا نہ کرنا اور کسل اسباب مہیا شدہ سے کام نہ لینا رسول اللہ کی جماعت تھی کہ ان میں سے کئی لکڑیاں جنگل سے لا کر بیچتے اور اس میں سے چندہ دیتے اور رات کو قرآن شریف یاد کرتے

معاملہ کی صفائی بھی بہت کم رہ گئی ہے۔ روپیہ کسی کے قبضہ میں آجاوے تو اسکا دل نہیں چاہتا کہ واپس دوں تم میں یہ بری باتیں نہ ہوں اللہ تعالیٰ تمہیں نیکیوں کی توفیق دے آمین۔

ایک غلطی کی تردید

معزز ہمعصر بدر میں نکتہ چینی کے عنوان سے برادرم اکمل نے ایک تحریر شائع کی تھی اس میں انہوں نے ایک موقعہ پر حضرت خلیفۃ کو صدر انجمن کا پریسیڈنٹ ظاہر کیا اسکے متعلق قاضی اکمل صاحب نے جو تردید بدر کی تازہ اشاعت میں شائع کی ہے. میں اسکا شائع کر دینا ضروری سمجھتا ہوں یہ بالکل درست ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر جبکہ حضرت مسیح موعود مغفور کے نام سے بیعت کیگئی ہے اور خدا تعالیٰ نے آپ ہی کو ہم میں حضرت مغفور کے وصال پر مقرر فرمایا تو فی الواقعہ وہم خلیفہ ہیں۔ اور خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے اور یہی ہمارا ایمان ہے۔ اور ایمان کامل ہو ہی نہیں سکتا جب تک ہمارے تمام نزاعوں اور جھگڑوں میں اسی کا فیصلہ ناطق بشرح صدر سے تسلیم نہ کیا جاوے جس طرح یہ حضرت مسیح موعود مغفور کے متعلق ہمارا ایمان تھا مختصر یہ کہ نورالدین اسوقت تمام قوم کا مطاع امام اور برگزیدہ خلیفہ ہے جو ایک ہی منصب اور جسکا عزل و نصب کسی کے ہاتھ میں نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے اور جو اپنے ہاتھ پر توبہ کرنیوالی قوم کے لیئے امیر ہے۔ پریسیڈنٹ جمہوریت کا آتی اور وقتی آفیسر ہوتا ہے جو صرف اختلاف کے وقت دو رائے کا مالک ہوتا ہے۔ پس اس منصب پر متمکن خلیفہ کے لیئے یہ پریسیڈنٹ کا لفظ اپنے اندر ایک عیب رکھتا ہے۔ برادرم اکمل نے اسکی تردید حسب ذیل کی ہے جسے میں نہایت خوشی سے درج کرتا ہوں۔

۳۰ - دسمبر ۱۹۱۳ء کے بدر میں میرا ایک مضمون بعنوان نکتہ چینی چھپا ہے اس میں یہ بات کہ صدر انجمن احمدیہ میں امیرالمؤمنین بحیثیت پریذیڈنٹ شامل ہیں۔ میں نے سہو بے خبری میں غلطی سے لکھدی ہے کہ آپ امام کی زندگی میں تو پریذیڈنٹ تھے۔ مگر جب سے خلیفۃ المسیح ہوئے ہیں پھر پریذیڈنٹ نہیں۔ ہاں آپ جیسا کہ میں نے اس مضمون میں بھی لکھا ہے۔ تمام قوم کے مسلم امیر ہیں اور صدر انجمن ہو یا کوئی اور انجمن یا کوئی اور انجمن یا گروہ احمدیہ ان کی کثرت رائے کے فیصلہ پر آپ ایسے ہی حاکم ومختار ہیں اور ہمارے مطاع جیسے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے اسی لیئے میں نے لکھا تھا کہ صدر انجمن احمدیہ کے خلاف اگر کوئی امر ہو تو اسے حضرت امیرالمؤمنین کے حضور پیش کر دیا جاوے ان کا فیصلہ آخری سمجھا جاوے نظام وحدت کے قیام کے لیئے یہ امر ضروری ہے کہ ہماری رائے اور ہمارے ارادے اور ہماری تجاویز ہمارے فیصلے ایک امیر و امام کی ماتحت ہوں یہی میرا اور ہر احمدی کا ایمان ہے کہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔

خاکسار اکمل عفا اللہ عنہ

مذہبی دُنیا پر سرسری نظر

اِندر اور آریہ سماج

جنوری ۱۹۲۶ء کے رسالہ اندر میں آریہ سماج کی نازک حالت پر دوسرا آرٹیکل شایع کیا گیا ہے۔ اس میں نو آریہ دہرمپال نے بتایا ہے کہ آریہ سماج میں جو لٹھ بازی ہو رہی ہے وہ اصولی نہیں بلکہ اس میں بے اصولاپن ہے۔ اور آریہ سماج میں بت پرستی ہو رہی ہے اور اس بت پرستی سے مراد مردم پرستی ہے وہ کہتا ہے اسوقت آریہ سماج میں جا بجا بت گڑے پڑے ہیں۔ کوئی بڑا ہے کوئی چھوٹا کسی کی پرستش زیادہ ہوتی ہے کسی کی کم ان بت پرستوں کا خدا صرف نام آوری شہرت اور عزت ہے۔ دہرمپال بتاتا ہے کہ آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب یعنے آریوں کی صدر انجمن کے عہدوں کا حصول اسوقت آریہ سماج کا خدا بن رہا ہے۔ اور آریہ سماج کے جھگڑوں کی جڑھ مردم کشی ہے یعنے جو قابل اور ہونہار نوجوان قوم میں پیدا ہوتے ہیں عہدوں کے حریص انہیں ابھرنے نہیں دیتے اور انکی قابلیتوں کو اپنی طاقت سے دبانا چاہتے ہیں۔ اور سالانہ انتخاب کیوقت دیانتداری کو چھوڑ کر مکاری سے کام لیا جاتا ہے۔ یہ آریہ سماج کی اندرونی حالت ہے جسکو دہرمپال نے ظاہر کیا ہے فی الحقیقت کسی سوسائٹی میں عہدوں کی خواہش ہی ایک ایسی چیز ہے جو ممبروں کو صدق اور اخلاص کے مقام سے دور لیجاتی ہے۔ اور یہ باتیں پیدا نہیں ہو سکتیں ہیں جب تک ایک زبردست قدسی قوت کا انسان موجود نہو ایسی حالت میں آریہ سماج کو مذہبی سوسائٹی کہنا اگر صریح غلطی نہیں تو کیا ہے۔

شانتی پرکاش اور ویدک پالٹیکس

گجرات (پنجاب) سے شانتی پرکاش ایک نیا اخبار جاری ہوا ہے اسکے پہلے ہی پرچہ میں انسان اور پالٹکس کے عنوان سے ایک آرٹیکل لکھکر ویدک پولٹیکس کی فضیلت کو ثابت کیا ہے ہم اگر کہیں تو اسے شکایت اور دشمنی کی سپرٹ کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے۔ مگر آریہ لوگ جو تعلیم اپنے اخبارات کے ذریعہ پھیلانا چاہتے ہیں اسکا مختصر سا نمونہ شانتی پرکاش کے پہلے ہی نمبر میں موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ "انسانو! تم ہمیشہ جوان رہو تمہارے اگنی آدی شستر (بندوق وغیرہ ہتھیار) ہمیشہ ستھرا ہیں۔ یا میری لرپا سے دشمنوں پر فتح پانے کے لائق ہوں اور وہ مضبوط اور تعریف کے یوگیہ ہوتے ہوئے دشٹوں کی سینا (فوج) کو روکنے کے لائق ہوں جس سے کہ تمہارا کھنڈت بل اور چکرورتی راجیہ ہو کر دشٹ لوگوں کی سدا ناکامیابی رہے" اسکو پڑھکر آریہ سماج کی تعلیم اور اغراض کا پتہ لگانا کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔

ہندوستان کی مخلصی کا اصل سبب

مدارس کے بشپ صاحب نے رسالہ انیسویں صدی اور مابعد میں ظاہر کیا ہے۔ کہ ہندوستان کی ادنیٰ اقوام کو عیسائی بنایا جاوے تو یہ ہندوستان کی مخلصی کے لیئے مفید ہوگا۔ بشپ صاحب کی یہ رائے خواہ کیسی ہی کمزور اور بے اثر اور بودی سمجھی جاوے مگر اسکی تہ میں پولٹیکل اہمیت ضرور ہے۔ اور اگر ادنیٰ اقوام کو اٹھانا کچھ حقیقت نہیں رکھتا تو ہندوستان میں پولٹیکل حرارت پیدا کرنے والوں نے کیوں ان اقوام کی طرف توجہ کی ہے۔ وہ چھوٹی قوموں کو اٹھانا چاہتے ہیں تاکہ وہ انکے اغراض کا مفید ذریعہ ثابت ہوں بشپ صاحب کی اس رائے کی میں تائید نہیں کرتا کہ انکو عیسائی بنا دیا جاوے اسلیئے کہ موجودہ یسوعی مذہب اس قابل نہیں کہ وہ انسان کے لیئے کوئی مفید تعلیم دے سکے لیکن میں اتنا ضرور کہونگا۔ کہ ادنیٰ اقوام کی طرف پولیٹکل جماعتوں کا خیال بے معنی نہیں ہے اسپر غور کرنیکی ضرورت ہے۔

ریاست پٹیالہ کے مقدمہ پر رشی دیانند

پنڈت کرپا رام جگرانوی آریہ سماج میں ورشنانند سرستی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ شخص گورو کل ہردوار کے بالمقابل گوروکل قائم کرنیکا بڑا شوقین ہے۔ اور کئی اخبارات اور رسالجات جاری کرتا رہا ہے۔ حال میں اسنے رشی دیانند نام اخبار راولپنڈی سے جاری کیا ہے اس امر کا ذکر کر دینا نامناسب نہیں کہ اسی ورشنانند کو آریہ سماج کے پلیٹ فارم سے بائیکاٹ کرنیکے لیئے اخبار پرکاش لاہور نے بڑی کوشش کی تھی۔ اور وہ ایک حدتک کامیاب بھی ہو گیا تھا۔ رشی دیانند کی تازہ اشاعت میں پٹیالہ کے مقدمہ پر ایک لمبا آرٹیکل لکھا گیا ہے جس میں آریہ پرتی ندہی سبھا لاہور اور پراوپکارنی سبھا اجمیر کو مسٹر گرے پر استغاثہ دائر کرنیکا مشورہ دیا گیا ہے۔ کہ وہ مسٹر گرے پر آریہ سماج کی توہین کی نالش کر دے کیونکہ انہوں نے آریہ سماج کو باغی کہا ہے۔ اور اس طرح یہ وہ آریہ سماج کی پوزیشن کو صاف کرانا چاہتے ہیں۔ ان کی اس تدبیر اور مشورہ پر عمل کرنا ان ذمہ دار مجلسوں کا کام ہے مجھے رائے دینے کی ضرورت نہیں مگر سوامی ورشنانند نے یہ مشورہ ہی کیوں نہ دیا کہ لاٹ صاحب پنجاب اور ڈپٹی کمشنران پنجاب پر نالش کر دیجاوے جنہوں نے اپنی رپورٹوں اور تقریر میں یہ ظاہر کیا کہ جہاں آریہ سماج ہے۔ وہاں شورش ہے۔ ایسی بہم رائے کی قدر آریہ سماجی بھی نہیں کرینگے۔

انصاف اور قانون پر اعتماد کرنا چاہیئے۔ ریاست پٹیالہ یا مسٹر وار برٹن یا مسٹر گرے کو آریہ سماج کیساتھ عداوت نہیں اگر آریہ سماج کا دامن پاک ہے۔ تو خدا کرے وہ بالکل پاک ثابت ہوں اور اگر کسی نے جرم کیا ہے تو وہ سزا پائے ریاست کو دہمکانا اور بدنام کرنا اور مسٹر گرے کو دہمکی دینا اور ایک متنازعہ مقدمہ پر رائے زنی کرنا میں نہیں سمجھتا ورشنانند سرستی جی کو کس قانون نے بتایا ہے وہ سوچ سمجھکر قلم اٹھائیں۔

دیوسماجیون کا سالانہ جلسہ

دیوسماج خداتعالیٰ کی ہستی کی منکر ہے۔ انہوں نے ڈسمبر کے آخیر مین اپنے بزرگ پیشوا کے جنم کے دن کی تقریب پر سالانہ جلسہ کیا۔ جلسہ بڑی شان وشوکت اور دہوم دہام سے ہوا اور پانچسو آدمی باہر سے آئے ۴۶ آدمی مختلف درجون مین شامل ہوئے اور بیس ہزار روپیہ چندہ نقد اور وعدون کی صورت مین ہوا۔ پانچسو آدمی کے مجمع مین بیس ہزار روپیہ سالانہ جلسہ کی تقریب پر جمع ہونا ہماری جماعت کے لئے قابل غور امر ہے۔ اگرچہ وہ سال بہر مین کئی بیس ہزار جمع کر دیتی ہے۔ مگر اسکی تعداد سینکڑون اور ہزارون سے گزر کر لاکھون تک ہے جو جماعت سینکڑون کے اندر محدود ہو اسکا ایک موقعہ پر ایسی ہمت سے کام لینا ہمارے لیے سبق کا موجب ہو سکتا ہے۔ دیوسماج کے آرگن نے جلسہ کی رپورٹ دیتے ہوئے یہی فخر بیان کیا ہے کہ باوجودیکہ کرایہ کی رعایت انہین نہین مل سکی اور اشارتاً ہمارے جلسہ کی نمایش کرکے لکہتا ہے کہ محض اس وجہ سے ایک جماعت نے اپنا جلسہ بند کر دیا پہر بھی اسقدر آدمی جمع ہوئے اسلیئے ہمارے احباب سالانہ جلسہ پر آنے کے لیئے ابہی سے طیار ہونگے نہ صرف اسلیئے کہ اسکا جواب ہو بلکہ محض اسلئے کہ ایسے موقعہ پر انکا جمع ہونا انکے لیے بہترین روحانی فوائد کا موجب ہو سکتا ہے۔

اسلامی لیکچرون کا سلسلہ

الحکم کے ناظرین آگاہ ہین کہ ڈسمبر ۱۹۰۹ء کے ابتدائی دنون مین آریہ سماج کے سالانہ جلسہ کے خاتمہ پر عیسائیون کی طرف سے ایک لیکچرونکا سلسلہ فورمن کرسچن کالج مین شروع کیا گیا تہا ان لیکچرون مین اسلام پر بہی حملے کئے گئے تہے انہین ایام مین حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک اعلان شائع کر دیا تہا۔ کہ ضرورتاً ان لیکچرونکا جواب دیا جائیگا اس مقصد کے لیئے ۲۹۔ ڈسمبر ۱۹۰۹ء سے یکم جنوری ۱۹۱۰ء تک لیکچرونکا ایک سلسلہ احمدیہ بلڈنگز مین ہوتا رہا عیسائی صاحبان نے ان جلسون مین پانچ پانچ یا دس دس منٹ کے سوال وجواب کی درخواست کی جیسا کہ انہون نے اپنے لیکچرون مین ایک تماشا بنایا تہا مگر ان کی اس درخواست کو اس بنا پر رد کر دیا گیا کہ یہ طریق تحقیق مذہب کا نہین اس پر عیسائی صاحبان جلسہ مین بہت ہی کم شامل ہوئے۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی غرض احقاق حق نہین ورنہ انہین چاہئے تہا کہ ہماری باتین سنتے اور فائدہ اٹہاتے اس موقع کیلئے دلی سے حافظ احمد مسیح صاحب اور بریلی سے پادری جوالا سنگھ صاحب کو عیسائیون نے بلایا تہا اور ہماری جلسے کے ساتہہ ہی پہر انہون نے لیکچرونکا سلسلہ شروع کیا جس میں خدا تعالےٰ کے محض فضل اور تائید سے خاکسار نے خاص حصہ لیا اور پادری صاحبان کو پوری ناکامی ہوئی اور انہین اپنے لیکچر بند کر دینے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور یہ انکی دوسری کمزوری تہی۔ بہرحال اسلامی لیکچرونکا سلسلہ نہایت کامیابی سے ختم ہوا۔ یہ لیکچر متفرق مضامین پر تہے اور لیکچرر صاحبان کو خداتعالیٰ نے اپنے فضل سے توفیق دی کہ وہ اپنے مضمون کو پوری کامیابی سے ادا کرین بجز جناب مفتی محمد صادق صاحب کے لیکچر ابطال کفارہ کے باقی تمام تقریرین ضیق وقت کی وجہ سے ناتمام رہین اس موقعہ پر مختلف مقامات سے تین سو کے قریب احمدی احباب جمع ہوگئے تہے۔ جو قوم کی بیداری اور زندگی کی دلیل ہے لاہور کی انجمن احمدیہ اپنے بہائیون کی میزبان تہی اور اس حصہ مین مستری محمد موسیٰ صاحب نے نہایت اخلاص اور محنت سے کام لیا۔

مین کسی لیکچر کا خلاصہ یا اسے پورا درج کرنیکا نہ موقع پاتا ہون نہ ضرورت سمجہتا ہون اسلیئے کہ وہ غالباً چہپ کر شائع ہو جائینگے اور نہ ان پر کسی قسم کے ریمارک یا حاشیہ کی حاجت محسوس کرتا ہون اس جلسہ مین جسقدر کامیابی ہوئی وہ حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤن کا نتیجہ اور برکت ہے۔ لاہور جیسے شہر مین جہان انہی ایام مین مادی ترقی پر جلسے اور لیکچر ہو رہے تہے یہ احمدی قوم کو فخر حاصل تہا کہ وہ روحانیت سے شاداب کر رہی تہی نہ صرف ان لیکچرون کو دیکہکر بلکہ پہلے ہی سے مین اس ضرورت کو محسوس کرتا ہون اور الحکم مین اس پر لکہہ چکا ہون کہ ایک باقاعدہ

مذہبی کانفرنس

کی بنیاد رکہدینی چاہئیے۔ جسکا اجلاس سال مین ایکمرتبہ ہندوستان کے کسی مقام پر ہوا کرے اس ضرورت کو محسوس کرنیوالے دل قدم اٹہائین اور اس تحریک کے متعلق اپنی آواز اٹہائین بہرحال ملک مین ضرورت ہے اس امر کی کہ اسلام کی برکات اور خوبیونکا اظہار کیا جاوے۔ مین نے اپنے سفر دلی کے دوران مین اس قسم کے لیکچرونکی ضرورت کو محسوس کرکے حضرت خلیفۃ المسیح کیخدمت مین عرض کیا تہا اور آپنے از راہ کرم میری تجویز کو شرف قبولیت عطا فرما کر اس کام کے لئے خود ایکسو روپیہ کی رقم دینے کا نہ صرف وعدہ بلکہ اسکا ایک بڑا حصہ بہیجدیا تہا مگر دہلی سے میری واپسی پر وہ تجویز ملتوی رہی اب بہی ضرورت ہے کہ ایسے لوگ حضرت کے ارشاد کے ماتحت نکلیں جو قرآن کریم کی علمی اور عقلی برکات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعجازی کمالات کا اظہار کرسکیں اور عام مسلمانوں کے دل سے اس نفرت کو دور کرین جو غلط فہمیاں پہیلا کر ناعاقبت اندیش مخالفین نے بٹہا رکھی ہیں +

جنازہ غائب پڑھا جاوے

میرے مکرم بہائی شیخ محمد خان صاحب تاجر وزیر آبادی کی اہلیہ حالت زچگی مین فوت ہوگئی ہے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ شیخصاحب موصوف چاہتے ہین۔

ہندو اور انارکزم

یہ کوئی خوشی کی بات نہیں ہے کہ جسقدر مقدمات بغاوت کے ہوئے ہیں یا ہو رہے ہیں وہ ہندو صاحبان پر ہوئے ہیں اور نہ یہ امر ہی ہمارے لیے مسرت کا موجب ہے کہ انارکزم کے کرتوت بھی انہیں صاحبان کی طرف سے عمل میں آئے۔ اسلیئے کہ آخر ہندو مسلمان دونو خواجہ تاش ہیں اور ہمارا اخلاقی فرض ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ان کی اس گری ہوئی حالت پر افسوس کریں یہ بالکل سچ اور امر واقعہ ہے کہ ہمارے ہندو دوست ہمیں محض مسلمان ہونے کے جرم میں ہر قسم کی سزا اور تکلیف دینے کو طیار ہو جاتے ہیں۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں ہونے چاہئیں کہ ہم اپنے اخلاق کو تباہ کر لیں ہمارا فرض ہے کہ اس پر بھی انہیں انکی غلطی سے آگاہ کریں۔

آریہ سماج اس تفرقہ کا بانی ہے جو ہندو مسلمانوں میں پیدا ہوا۔ اور اسکی بنا ان گالیوں اور توہین سے بھری ہوئی تقریروں اور تحریروں پر پڑی جو اسلام اور دوسرے مذاہب کے ہادیوں اور مقدس رہنماؤں کے خلاف **آریہ سماج** نے شائع کیں اور پھر رفتہ رفتہ یہ **خلیج نفاق** وسیع ہوتی گئی اور ہو رہی ہے اختلاف مذہب نے ملکی معاملات کی شکل اختیار کر لی **آریہ سماج** کے ایک معزز ڈیپوٹیشن کو صوبہ پنجاب کے ذمہ دار حکمران نے صاف الفاظ میں کہا تھا کہ ان کے پاس تمام اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں کی رپورٹ سے یہی پہنچا ہے کہ جہاں جہاں آریہ سماج ہے وہاں ہی شورش ہے اب ہندو صاحبان کا ایک وفد یکم جنوری ۱۹۰۹ کو نوروز کے دن لاٹ صاحب پنجاب کے پاس پہنچا ہے لاٹ صاحب نے صاف اور کھلے الفاظ میں ظاہر کر دیا ہے کہ باغیانہ رسالوں اور کتابوں کے مصنف اکثر ہندو ہی ہیں اور جن لوگوں نے خوفناک جرائم کئے ہیں یا جو بغاوت میں سزایاب ہوئے ہیں اکثر ہندو جماعت کے ممبر ہیں" ان واقعات کو جو روز روشن کی طرح عیاں ہیں کوئی جھٹلا نہیں سکتا اور ہندو قوم کے دامن پر یہ سخت دھبہ ہے انارکی کے خوفناک جرائم کا ارتکاب پنجاب میں شروع ہو گیا ہے۔ جیسا کہ **انبالہ** کے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی کوٹھی پر ایک **بم** کے پائے جانے سے ثابت ہوا ہے اس خطرناک **سپرٹ** کا روک دینا اور اس بم بازی کے جراثیم کو پنجاب میں نہ پھیلنے دینا اہل پنجاب خصوصاً ہندو صاحبان کا فرض ہے اور اسکی ایک ہی صورت ہے کہ ایسے شریر اور خبیث باطن لوگوں کے حالات سے اطلاع پاتے ہی انہیں حوالہ سرکار کر دیا جاوے اور کسی قسم کی اعانت انکی نہ کی جاوے اور جیسا کہ لاٹ صاحب نے اپنی تقریر میں ظاہر کیا ہے جب تک ایسے لوگوں کے لئے خطرناک سزائیں نہ دی جائیں گی انکا انسداد بظاہر مشکل ہے۔

میں یہ ماننے کے لئے تیار نہیں کہ ایسے لوگوں کا علم نہ ہو سکے علم ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے مگر

یکے وزد باشد دگر پردہ دار

کے مقولہ پر عمل کیا جاتا ہے ہندو صاحبان پولیس اور مسلمانوں کو بدنام کرنیکی مذموم پالیسی کو ترک کر دیں اور اپنے گھر کی اصلاح کریں اور جیسا کہ ہز آنر نے فرمایا ہے متفق ہو کر عملی ثبوت دیں۔

مجھے اسی ضمن میں یہ بھی کہدینا چاہیئے کہ لالہ لاجپت رائے نے واقعات کی موجودگی میں یہ کیونکر کہدیا۔ کہ پنجاب کی دھرتی میں انارکزم کا بیج جاگزین نہیں اور نہ کبھی ہوگا! انبالہ کا واقعہ کیا لالہ صاحب کے اس بیان کی تردید نہیں کرتا یا انبالہ پنجاب کی دھرتی میں نہیں ہے۔ لالہ لاجپت رائے کا فرض یہ ہونا چاہیئے تھا کہ وہ اس قوم میں یہ روح پیدا کرنے کی کوشش کرتے کہ اہل پنجاب ایسے واقعات کے ذرا سے شبہ اور شک پر ہی ایسے لوگوں کو عبرت ناک سزائیں دلانے کے لئے طیار رہیں گے اور انکی گرفتاری میں مدد دیں گے مگر انہوں نے انکار کیا ہے۔ کہ پنجاب میں ایسے جراثیم گویا موجود ہی نہیں اب بھی ہندو صاحبان ایسے لوگوں کی گرفتاریوں میں مددیں اور گورنمنٹ کو ایسے خطرناک آدمیوں کا پتہ دینے میں سہولتیں پیدا کریں۔ تو یہ بلائیں ملک سے رفع ہو سکتی ہیں میری دانست میں **مدبران ملک** کے لئے اسوقت

اہم سوال

یہی ہونا چاہیئے کہ بغاوت اور بدامنی کے خیالات اور انکی تائید میں انارکزم کے عملی طریقوں کو بالکل تباہ کر دیا جاوے جب تک اسکے خلاف اہل ملک کی متفقہ کوشش زبردست جنگ نہ کریگی یہ بدامنی رہیگی بالآخر میں امید کرتا ہوں۔ کہ تعلیم یافتہ احباب اور ہندو لیڈر لاٹ صاحب کی تقریر پر غور کر کے اسکو عملی رنگ میں زیر عمل لانیکی کوشش کرینگے اور مسلمانوں کے ساتھ ملکر غداری کے ناپاک بیج کو ضائع کرینگے۔ اب وہ ایڈریس اور تقریر درج کرتا ہوں۔

" عالی جاہا ہم ممبران ڈیپوٹیشن جس میں اس صوبہ کے ہر قسم کے ہندوؤں کے قایم مقام شریک ہیں اس نئے سال کے پہلے دن اور ملکہ معظمہ وکٹوریہ قیصر ہند مرحومہ کے اس ملک کی عنان حکومت لینے کے سالگرہ کے سعید دن اس استدعا اور اس خواہش کیساتھ حاضر ہونے کے لئے ملتجی ہیں۔ کہ ہمارے نیکدل فرمانروا ملک معظم قیصر ہند ایڈورڈ ہفتم کی عمر دراز ہو۔

" ہم حضور والا کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ صوبہ پنجاب کے اور دیگر صوبوں کے ہندو تاج برطانیہ کے وفادار ہیں اور ہم مسٹر جیکسن کے پر شرارت اور بزدلانہ فعل سے اظہار نفرت کرتے ہیں اسی طرح ہم اس قسم کے دیگر جرائم سے نفرت کرتے ہیں جنکے باعث ہندوستانیوں کی نیک نامی کو داغ لگاتے ہیں ہم انارکزم کے اصولوں کی جو ان فعلوں اور جرایم سے موجب ہوئے بڑے غصہ کے ساتھ روکشی کا اظہار کرتے ہیں یہ مشہور امر ہے کہ ہندو ہر زمانہ میں جان کی رکھشا کرنے والے اور گشت و خون سے خوف و نفرت کرنے والے اور

اپنے فرمانرواؤں کے مطیع و منقاد و وفادار رہے ہیں اور یہ کہ ان کا مذہب ایسے قابل نفرت اصول کی اشاعت سے باز رکھتا ہے۔ ہمارا یہ پختہ یقین ہے کہ یہ خدا کی مرضی ہے کہ ہندوستان میں برطانیہ کی حکومت مدت دراز تک رہے گی۔ اور یہ کہ چند دیوانہ لوگوں کی کمزور کوششیں اسے کبھی بھی برانداز نہیں کر سکتیں۔

"ہمیں امید ہے کہ حضور والا کی قابل با انصاف اور ہمدردانہ حکومت میں پنجاب صنعتی اور اقتصادی خوشحالی کے میدان میں قدم رکھے گا اور یہ کہ ان اصلاحات سے جو گورنمنٹ نے ایسی روشن خیالی کے ساتھ عطا کی ہیں یہ صوبہ کی پولٹیکل طور پر بھی ترقی کرے گا اور یہ کہ جدید کونسلوں کے قواعد و ضوابط میں ایسی ترمیم ہونے سے جو مسلمانوں کے مطالبات کی پوری کرنیوالی ہو عام اطمینان پیدا ہو جائے گا۔ خاتمہ پر ہم ہندو حضور والا سے عرض پرداز ہیں کہ آپ مہربانی فرما کر ہمارے خیالات کو ہمارے نیکدل فرمانروا ملک معظم تک پہونچا دیں۔"

لفٹننٹ گورنر پنجاب کا جواب

ہز آنر لفٹننٹ گورنر پنجاب نے اس ایڈریس کے جواب میں فرمایا کہ:-

"مہاراجہ بہادر اور جنٹلمینو- میں اپنے سامنے ہندو قوم کا ایک ایسا ڈیپوٹیشن دیکھکر جس میں ہر فرقہ کے ہندوؤں کے بارسوخ اور معزز قایم مقام شامل ہیں۔ دیکھکر پورا خوش ہوا مجھے یہ بھی خوشی ہے۔ کہ آج اس یوم اعلان کے دن آپ لوگوں نے تاج برطانیہ کی وفاداری کا اظہار کیا ہے۔ جسے میں ہز میجسٹی ملک معظم تک مناسب ذرائع سے پہنچا دونگا۔ میں اس خوف و نفرت کے اظہار پر آپ کو مبارک باد دیتا ہوں جو آپنے ان قاتلانہ حرکات و جنون کے خلاف کیا ہے جن کے مرتکب اس ملک کے پولٹیکل خیال کے دیوانے لوگ ہوئے ہیں مجھے یقین ہے کہ آپ کی باتوں سے آپکے سچے جذبات ٹپکتے ہیں۔ لیکن میں خیال کرنے سے باز نہیں رہ سکتا اگر سوسائٹی میں سے یہ مرض دور کیا جائے تو آجکل باتوں سے کچھ زیادہ کی اشد ضرورت ہے فرداً فرداً تو لوگوں نے شریفانہ بہادری کا اظہار کیا ہے چنانچہ جب سر اینڈریو فریزر پر قاتلانہ حملہ کیا گیا تھا تو ہمارے مہاراجہ ادھیراج نے اپنے آپکو خطرہ میں ڈالدیا۔ اسی طرح سر کرزن وائلی کی جان بچانے کی کوشش میں ڈاکٹر لالکاکا نے اپنی جان نذر کردی جب مسٹر جیکسن کو قتل کیا گیا تو بھی آس پاس والوں نے کچھ مدد کی لیکن اس ملک کے وفادار اور پابند قانون لوگوں نے عام طور پر سچے طریقہ میں ایسے جرم سے نفرت اور خوف کرنے کے لیئے کچھ بھی نہیں کیا ہے عام لوگوں نے اس دیوانے کے پکڑنے کے لیئے کوئی کوشش نہیں کی جس نے ہمارے وائسرائے اور ان کی لیڈی صاحبہ کی جان لینے کے لیئے حملہ کیا تھا اور یہ ناممکن ہے کہ ایسے واقعات کی شہادت بھی نہ پہونچ سکے حالانکہ بہت سے لوگ اس بارہ میں کافی مدد دے سکتے ہیں۔ خود اس صوبہ میں علانیہ اور خفیہ باغیانہ تحریریں شائع کرنیوالے اخبارات اور کتابیں ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوتی ہیں۔ اور اس سے یہ ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ تعلیمیافتہ جماعت کا ایک بہت بڑا حصہ ان مضامین کے پڑھنے سے نفرت نہیں کرتا جو ان میں شائع کئے جاتے ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ بہت سے لوگ انکو محض اشتیاق کے طور پر پڑھتے ہیں۔ یا اس اصلی خوشی کے ساتھ مطالعہ کرتے ہیں کہ وہ معاملات کے دونو پہلو پر غور کر سکیں لیکن دیگر حالتوں میں اور ان حالتوں میں جبکہ پڑھنے والے پختہ تجربہ اور رائے کے لوگ نہیں ہوتے۔ تو لکھنے والوں کی دھوکہ دینے والی زہریلی تحریریں ایک جوش پیدا کرتی اور برے نتائج کا ظہور کرنے والے ثابت ہوتے ہیں میں افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہندوستان کے اس حصہ میں ان کتابوں اور اخبارات کے زیادہ تر لکھنے والے ہندو ہی ہیں اسی طرح جن لوگوں نے قاتلانہ اور خوف انگیز جرائم کئے ہیں یا جنکو جرم بغاوت میں سزائیں ملی ہیں وہ ہندو ہی قوم کے افراد ہیں۔ اسلیئے اے جنٹلمینو! میرے نزدیک ہندو قوم کے ایسے باثر لوگوں کا جیسے کہ آپ ہیں یہ فرض ہے کہ وہ اپنے اثر سے گورنمنٹ کی مدد کریں۔ تاکہ اس مجرمانہ سازش کا خاتمہ کیا جائے۔ جو اگرچہ در اصل مدعا کے اعتبار سے تو انارکسٹانہ ہے مگر پولیٹیکل سوسائٹیوں اور انجمنوں کا لباس انارکسٹانہ تعلیمات کے چھپانیکے لیئے پہنے ہوئے ہیں ہندوستان کی پولیٹیکل زندگی میں میرے خیال سے یہ سب سے اول اور سب سے زیادہ قابل توجہ سوال ہے۔ اور جب اس سازش کا خاتمہ ہو جائے گا۔ تب اور ہاں تب ہی پولیٹیکل خیالات اور خواہشات کا ایک زیادہ سچی اور زیادہ ممکن روشنی میں لحاظ کیا جائے گا مجھے بھروسہ ہے کہ گورنمنٹ کو آپکی عملی مدد اور نیز آپ کی نیک خواہشوں کی ضرورت ہوگی کیونکہ صرف خواہشوں ہی سے کوئی کام نہیں چلتا اور جو باتیں کہ عمل سے خالی ہوں وہ مفسدوں کی ہمت کو بڑھاتی ہیں کیونکہ وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ باتیں بنانیوالے ہمارے ساتھ ان سے شریک ہیں۔ یہ حال ان لوگوں کا ہے جو ہمارے ساتھ تو نہیں ہیں مگر برخلاف ضرور ہیں اور لوگوں کے حقیقی لیڈروں کے لیئے اب وقت ہے کہ وہ اس فریق کی طرفداری کریں۔ جن کیساتھ انکی قسمت وابستہ ہے تاکہ ہم یہ معلوم کر سکیں کہ ہم کس مقام پر ہیں اور یہ کہ ہم اپنے دشمنوں اور دوستوں میں تمیز کر سکیں۔

میں آپ لوگوں کے سامنے ذرا بیباکی کیساتھ اظہار رائے کرتا ہوں کیونکہ مجھے خیرخواہی کے الفاظ سے اور ایمان و اعتقاد سے متعلق بے لطف باتوں کے اظہار سے کوئی مدد نہیں ملتی باوجودیکہ گورنمنٹ ہند نے اس ملک کے لوگوں کو سیلف گورنمنٹ عطا کئے جانے سے متعلق جملہ خواہشوں کو جن میں سچی دلی ہمدردی تھی پورا کرنیکے سب کچھ کیا مگر یہ خرابی ابھی تک دور نہیں ہوئی۔

ابھی چند ہی سال گذرے کہ یہ مرض اس صوبہ میں داخل ہوا تھا۔ اور مجھے امید تھی کہ یہ پھیلنے نہیں پائیگا۔ مگر ایک بیٹی جس میں ایک بم بند تھا اور جس کے اوپر مسٹر سائمنس ڈپٹی کمشنر انبالہ کا پتہ لکھا ہوا تھا وہ ان کے بنگلے کے پھاٹک پر رکھدیا گیا جیسے کہ احمد آباد میں مشریر النفس قاتل وائیسرائے اور ان کی لیڈی کو نشانہ بنانے میں ناکام رہا اور یہ کہ اسکے کرتوت سے صرف وہ ہندوستانی سخت زخمی ہوا جس نے اسے سب سے اول اٹھایا۔ اسی طرح انبالہ میں بھی ہوا گورنمنٹ اس مسلسل حملوں کو کب تک برداشت کرتی رہے گی جو یہ دیوانے حکام پر کرتے ہیں اور یہ کہ وہ حکام کے لیے اسی قسم کا حفاظت کا بندوبست نہ کرگی جیسی کہ ایسے دیوانے قاتلوں کے مقابلہ میں صوبہ سرحدی میں کیجاتی ہے۔ یہ ایک ایسا سوال ہو جس سے لوگوں کو بہت کچھ تعجب ہوگا۔ صبر بذات خود ایک بڑی اچھی صفت ہے۔ لیکن اس کی کوئی انتہا بھی ہونی چاہیئے۔ اور اسے جنٹلمینو! آپکا فرض ہے کہ آپ ایسا انتظام کریں اس انتہا کے پورے ہونے سے پیشتر ہی یہ خرابی دور ہو جائے اور یہ بلا الٹ جائے۔ تاکہ کانسٹی ٹیوشن ارتقا اور باقاعدہ گورنمنٹ کی ترقی یکایک نہ توڑ کیجائے اور نہ پیچھے پڑ جائے۔

آج سال کا پہلا دن ہے اور آپکی نیک خواہشوں کا شکریہ ادا کرتے وقت جو میں تہہ دل سے ادا کرتا ہوں میں یہ امید کرتا ہوں کہ یہ سال نہ صرف مادی خوشحالی اور ہدایت کا سال ہی ثابت ہو جس کی ہمیں قومی امیدیں ہیں بلکہ امن اور اطمینان کا سال بھی ہو اور اگر آپ اپنا فرض ادا کریں اور انسانوں کا سا برتاؤ کریں تو یہ سال اسی قسم کا ہوگا۔

کانفرنسوں پر ریمارک

(نمبر اول)

یہ مشہور بات ہے کہ ماہ دسمبر کا آخری ہفتہ ایک پنجاب میں مصروفیت اور ملکی اور قومی بیداری کا ہفتہ ہوتا ہے مختلف کانفرنسیں اور کانگریسیں ہوتی ہیں اور زیادہ تر نیشنل کانگریس کا ضمیمہ ہوتی ہیں اور اس مرتبہ کانگریس کا اجلاس لاہور میں تھا۔ اسلیئے وہ کانفرنسیں بھی لاہور ہی میں منعقد ہوئیں ان اسباب کے ماتحت لاہور میں اس دفعہ غیر معمولی رونق تھی اور جس کو نمائش نے اور بھی دلچسپ بنا دیا تھا۔ ان کانفرنسوں کی روئداد ہر چند ہمارے ناظرین کی آگاہی کیلئے پوری چھپ جانی مناسب ہے مگر الحکم اپنے صفحات میں اسقدر گنجائش نہیں پاتا کہ وہ تفصیلی چھوڑ اجمالی روئداد بھی درج کر سکے اسلیئے وہ حتی الوسع اس حصہ کو درج کرنا ضروری سمجھے گا جو کسی نہ کسی جہت سے ہمارے مقاصد کے لیئے مفید اور محرک ہو سکتا ہے یا جس پر اسے کسی تنقید کی ضرورت ہے۔

ان کانفرنسوں کا مقصد عام

ان تمام کانفرنسوں کا عام مقصد جو بطور قدر مشترک بیان کیا جاتا ہے وہ مادی ترقی ہے مادی ترقی کی جو زبردست لہر ملک میں جاری ہے اور ہر طرف سے اس کے لیئے جو آوازیں اٹھ رہی ہیں وہ اس زمانہ کے مادہ پرست ہونیکے لیئے زبردست دلیل ہیں ایسی حالت میں ایک غور کرنے والے دل کے لیئے یہ بات سمجھ میں آجانا بہت ہی آسان ہے۔ کہ یہ وہ موعود زمانہ ہو سکتا ہے جس کے لیئے نبیوں نے پیشگوئی کی تھی اور یہ تجارتی ترقی کا زمانہ بزبان حال ہمیں بتا رہا ہے کہ اسی وقت مہدی اور مسیح کی ضرورت تھی جو اپنے وقت پر آیا اور خدا تعالے کے اذن کے ماتحت مبعوث ہوا مادی ترقی کی اس زبردست لہر میں بہتے جاتے ہوئے لوگوں کو خدا کی طرف بلانا آسان امر نہ تھا۔ مگر بلانیوالے نے بلایا اور بہتوں نے اسکی آواز کو سنا۔

بہرحال ان کانفرنسوں کی غرض دنیا اور اسکی جھوٹی شوکتیں ہیں۔ ان کانفرنسوں میں سے نیشنل کانگریس پر کسی قدر وضاحت سے لکھنے کی ضرورت ہے اسلیئے میں اسے سردست چھوڑ کر اسکی ضمیمہ کانفرنسوں پر نظر کرتا ہوں۔

سوشل کانفرنس

سوشل کانفرنس کا اجلاس ۳۱ - ڈسمبر ۱۹۰۹ء کو لاہور کے بریڈلا ہال میں ہوا۔ ایک مشہور دہریہ کی یادگار کا قائم کرنا ملک کی گری ہوئی روحانی حالت کا ادنی کرشمہ ہے اس اجلاس کے پریسیڈنٹ ٹکا صاحب نابھ تھے اگرچہ اس کانفرنس کا نام سوشل کانفرنس ہے مگر جیسے نیشنل کانگریس دراصل نیشنل کانگریس نہیں بلکہ ہندو کانگریس ہے اسی طرح پر یہ کانفرنس بھی ہندو سوشل کانفرنس ہے۔ ٹکا صاحب کی تقریر صدارت پر لاہور کے آریہ اخبار پرکاش نے تنگدلی کا اظہار کیا ہے اسلیئے کہ انہوں نے آریہ سماج کے سوشل کام کا ذکر نہیں کیا جس سوشل کانفرنس کے پریسیڈنٹ کی تقریر کے متعلق آریہ اخبار کی یہ رائے ہو اسے سوشل اصلاح کا ذریعہ تعین کرنا شاید محال نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ میں بہ حیثیت ایک مسلمان ہونے کے یہ بات کہنی چاہتا ہوں کہ ہر قسم کی اصلاح سچے مذہب کے اصولوں کے ماتحت ہو سکتی ہے۔ اور مذہب سے الگ رہ کر کبھی انسان حقیقی اصلاح کو پا نہیں سکتا بہرحال ہندو قوم کا سوشل اصلاح کے میدان میں قدم آگے بڑھانا اگر انکی مادی ترقی کا ایک ذریعہ ہو سکے تو ممکن ہے مگر دوسری قومیں اس سے غالباً فائدہ نہیں اٹھا سکتی ہیں اور مسلمان تو علی الخصوص اسلیئے کہ کانفرنس مذکور نے تیسرا ریزولیوشن یہ پاس کیا ہے۔

اس کانفرنس کو یقین ہے کہ عورتوں کا چاردیواری اور پردہ میں رہنا سخت مضر ہے اور یہ کانفرنس مجلسی اصلاح کے مربیوں سے درخواست کرتی ہے کہ اس بری رسم کے خلاف لوگوں میں رائے قائم کرنیکے لئے حتی الامکان کوشش کریں۔

سوشل کانفرنس کے نکتہ خیال سے تمام مجلسی اصلاح کا مدار پردہ دری کے اجرا پر ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط اور بیہودہ بات ہے۔ قطع نظر مذہبی

نکتہ نگاہ سے کہ اگر صرف عورتوں کا بے پردہ پہرنا اور کہلے بندوں تھیٹروں اور کلبوں میں جانا ہی اصلاح کا باعث ہو سکتا ہے تو پہر انار کلی کی تمام رنڈیوں کے وجود پر سوشل کانفرنس کو فخر کرنا چاہئے اور اگر یہ نظیر انہیں ناپسند ہو تو پہر میں یہ کہونگا کہ افریقہ کی جسقدر وحشی اقوام پردہ کے حدود اور قیود سے مبرا ہیں انہوں نے کونسی مجلسی ترقی کی دور جانے کی بات نہیں ہندوستان ہی میں ہندوستان کی اصلی قومیں گونڈ بہیل اور دوسری خانہ بدوش اقوام میں کیا ترقی ہوئی ہے پہر خانہ بدوش اقوام کو چہوڑ کر دوسری قومیں جو پردہ کی پابند نہیں ہیں انہوں نے مجلسی ترقی کیا کر لی ہے۔

پس پردہ کے خلاف آواز اٹہانا یہ صرف بریڈ لا ہال کے کمرہ تک ہی محدود ہے۔ خود سوشل کانفرنس کے محرک اور سپیکر بہی فطرتاً پردہ کے خلاف عملی رنگ میں نہیں ہو سکتے۔ غرض سوشل کانفرنس اس ریزولیوشن کی تعمیل اور تعمیم سے کسی اچہے نتیجے کی امیدوار نہیں ہو سکتی۔ بلکہ بد اخلاقی اور ان جرائم کی کثرت کا باعث ہوگی جو بے پردگی سے پیدا ہوتے ہیں۔

کانفرنس کے دوسرے ریزولیوشنوں میں سے قیود ذات کو توڑنا اور مختلف ذاتوں میں اتحاد قائم کرنا اور انکے درمیان بیاہ شادی کا رواج دینا بہی ہے۔ ذاتوں کی قیود کو توڑنا اور اور باہم شادی بیاہ کرنا سوشل ترقی کے لئے مفید ذریعہ ہو سکتا ہے۔ اسلئے کہ یہی وہ راہ ہے جو اسلام نے سکہائی ہے۔ جہاں وہ

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

کہکر شرافت اور تکریم کا معیار تقوی بتاتا ہے اگر ملک میں تقوی اور طہارت کا رواج ہو جاوے تو سب سے بڑی اصلاح کا ذریعہ بہی ہو سکتا ہے۔ ورنہ تہوڑی دیر کے لئے یہ باتیں دلچسپ یا بظاہر خوشنما ہوں تو ہوں مگر اپنے ساتہہ نیک اثر نہیں رکہہ سکتی ہیں بہرحال یہ مفید راہ ہے۔ مگر کیا ہمارے ہندو بہائی اپنے اس وسیع دسترخوان پر مسلمانوں کو بہی مدعو کر سکتے ہیں کہ وہ انکو اپنے بہائی سمجہکر اور مذہبی اختلاف کو کوئی شے نہ جانکر انکے ہاں بہی رشتہ کرنیکے لئے طیار ہوں اگر ہندو صاحبان نے یہ عملی رنگ اختیار کیا تو سوشل کانفرنس کی کامیابی کا شاید یہ پہلا ذریعہ ہو۔

چیڑا اسے کے خیال سے شاید پرجوش ہندو اخبار نویس کہدیں کہ مسلمان بہی ایسا کریں تو انکی خدمت میں یہ عرض کرنا شاید نامناسب نہیں کہ اہل کتاب کی لڑکیاں لینے کی تو ہمیں اجازت اور قرآنی حکم ہے۔ دینے کی مذہبی مخالفت ہے۔ اور اسکی تہ میں ایک پر امن فلسفہ ہے اسلئے ایسا سوال انہیں پیش کرنا نہیں چاہیئے۔ علاوہ بریں وہ مدعیان اصلاح ہوکر عملی نمونہ پیش کریں انکی غرض اور مقصود اصلاح ہے۔ نہ کہ عوض معاوضہ گانہ ندارد پر عمل کرنا۔

سوشل کانفرنس نے بیوگان کی شادی کے متعلق بہی ایک ریزولیوشن پاس کیا ہے جو بہت مبارک چیز ہے مگر انہوں نے نیوگ کا کہیں اس میں ذکر نہیں کیا۔

میں اس اعتراض کے پیش کرنیکا اسلیئے حق رکہتا ہوں کہ جب شادی کے عمر کے سوال پر کانفرنس میں مباحثہ ہوا تو شاستر کے حکم کا بہی حوالہ دیا گیا۔ پہر جبکہ نیوگ بہی ایک مذہبی مسلمہ ہے (آریہ صاحبان کا) تو کوئی وجہ نہیں کہ اس ریزولیوشن کی ترمیم آریہ مہاشوں نے نہ کرائی کہ اسکے ساتہہ نیوگ کی ترویج کا ریزولیوشن بہی پاس ہو پہر ناچ کے متعلق بہی کانفرنس نے اطمینان ظاہر کیا کہ اسکی مخالفت میں تحریک ہو رہی ہے یہ بہت عمدہ بات ہے۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ ستیارتھ پرکاش کے رو سے ناچ ودیا کا سیکہنا بہی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ہمارے آریہ دوستوں نے برہمچریہ کی عمر کے سوال کو پرزور طاقت سے قائم رہنے دیا تو اس ضروری مسئلہ کو کیوں انہوں نے نظرانداز کر دیا چاہیئے تہا کہ ناچ کی تحریک کے خلاف اطمینان ظاہر کرتے ہوئے اس امر کا اظہار بہی کر دیا جاتا کہ سوامی دیانند جی مہاراج کے ارشاد کے ماتحت گائن ودیا اور اسکے متعلقات کی تعلیم بہی دی جاوے۔

یہ ممکن ہے کہ سماجی بزرگ میری اس تنقید پر ناراض ہوں مگر میں ان سے ناراض نہیں ہوتا۔ اسلیئے کہ مینے تو محض اس نکتہ نظر سے نکتہ چینی کی ہے جس سے سوشل کانفرنس کو مجہے دیکہنا چاہیئے۔

ہندو زنانہ کانفرنس

اس کانفرنس کا نام اخبارات میں بہاٹ کی دیویوں کی کانفرنس ظاہر کیا گیا ہے لاہور میں دو معزز اور تعلیم یافتہ خاتونیں آگئی ہیں ایک شرلا دیوی چودہرانی بی۔اے دوسری جمنا بائی بی۔اے ایسی قابل عورتوں کی موجودگی میں کوئی کانفرنس نہ ہوتی تو تعجب خیز امر تہا۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ دونوں لیڈیوں کے ممتاز شوہر ہندو قوم کے لیڈر ہوں۔ اس کانفرنس کی روئداد لکہتے ہوئے ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ تقریباً ۰۰ ۱۵ عورتیں موجود تہیں۔ جن میں ایک بہی مسلمان نہ تہی پہر کہا گیا ہے کہ اس کانفرنس کے متعلق اگر کوئی افسوسناک امر ہے تو وہ مسلمان بہنوں کی علیحدگی ہے حالانکہ اس کانفرنس میں لاٹ صاحب پنجاب کی بیگم صاحبہ تشریف لائیں اور پردہ کا بہی پورا انتظام تہا لیکن کوئی مسلمان لیڈی نہ آئی۔"

مسلمان عورتوں کے شامل نہ ہونے کا سوال اس مقام پر معلوم نہیں ہمارے دوستوں کے دل میں کیوں پیدا ہوا۔ سوشل کانفرنس کے متعلق تو یہ سوال اور بحث نہ چہڑی۔ بہرحال یہ سوال کہ مسلمان عورتوں نے اچہا کیا یا برا کیا جو اس مجلس میں شامل نہ ہوئیں۔ ایک علیحدہ سوال ہے جو اسوقت زیر بحث نہیں

مگر قابل غور یہ مسئلہ ہے کہ مسز لا دیوی چودہرانی صاحبہ جنہوں نے سوشل کانفرنس میں بقول اخبار پرکاش (ہارمونیم پر ایک بھجن گا کر حاضرین کو محظوظ کیا تھا) نے سوشل کانفرنس کے اجلاس میں پردہ کی مخالفت کا عملی ثبوت اور ریزولیوشن کے پاس ہونے کا علم رکھکر بھی اس کانفرنس میں پردہ کا کیوں انتظام ہونے دیا۔ یہ جلسہ تو کہلے بندوں ہونا چاہئے تھا۔ تا کہ عملی روح پہونکی جاتی جبکہ پردہ کی یہ غلطت فطرت ظاہر کرا رہی ہے۔ تو سمجھ میں نہیں آتا سوشل کانفرنس کیوں اسکی مخالفت کرتی ہے؟ یہ بحث میرے مہا دو ستون کو نہیں کرنی چاہئے کہ دیویوں کا اجلاس پہلے ہوا یا بعد میں اسلئے کہ اس جلسہ کی روح رواں لیڈیاں بہرحال پردہ کی مخالف ہیں پھر انکے اہتمام میں ہونے والے جلسہ میں پردہ کا ہونا یا تو ایک فرضی خیال ہے۔ یا پردہ کی مخالفت نری لفاظی ہے۔ بہرحال جبکہ عملی حالت ایسی کمزور ہو۔ تو ایک مسلمان یا ہندو لیڈی کیونکر ملکر بیٹھ سکتی ہے ایک پردہ کی موید ہے دوسری پردہ دری کی خواہشمند۔

چودہرانی کی تقریر قابل قدر ہے اور ان کے یہ الفاظ کہ "عورت ہی قوم کی ماں اور معلمہ ہے" قابل غور ہیں۔ بہرحال لاہور میں کانگریس کے ساتھ زنانہ کانفرنس کی ایجاد نئی بات ہے۔

اولٹا چور کوتوال کو ڈانٹے

سوامی درشنانند صاحب نے ۸۔ جنوری سنہ ۱۹۱۰ کے

رشی دیانند میں احمدی قوم اور اسکے واجب الاحترام امام مغفور پر نہایت شوخی سے حملہ کیا ہے۔ میرے مکرم بھائی خواجہ کمال الدین صاحب نے وید اور قرآن کریم پر جو لیکچر گجرات میں دیا تھا اسپر ریمارک کرتے ہوئے رشی دیانند کہتا ہے۔ کہ اگر احمدی لوگ شانتی سے پرچار کریں تو آریہ اور مسلمانوں میں اختلاف بہت ہی کم ہو اس جھگڑے کی جڑھ مرزا غلام احمد ہیں کہ جس نے خواہ مخواہ ہندؤں اور آریوں کو آزردہ کیا کہیں پر یہ احمدی باوا نانک کو مسلمان بتلاتے ہیں جس سے جھگڑوں کا احتمال ہوتا ہے۔ ہم احمدی فرقہ سے درخواست کرتے ہیں کہ ان میں سے جسکو لیاقت ہو وہ ہمارے ساتھ تحریری مباحثہ کرے"

سوامی درشنانند کی اس بیہنگم تحریر کا جواب اگر صاف الفاظ میں دیا جاوے تو وہ نقل در آتش ہوگا کیا وہ نہیں جانتا کہ آریہ سماج اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ ہر مذہب کے ماننے والوں کی دل آزاری کی ہے جسکا اعتراف آریہ سماج کے لیڈروں نے اپنی کانفرنسوں میں کر لیا ہے۔ اب وہ اپنی بدزبانی اور شوخی کو دوسرے کے سر تھوپنا چاہتے ہیں اس قسم کی کارستانیوں سے شرم کرنی چاہئیے۔ تمام مذہبی دنیا کی دل آزاری کا بانی مبانی رشی دیانند جس نے ستیارتھ پرکاش میں تمام راستبازوں پر حملے کئے حضرت امام مغفور نے تو جو کچھ لکھا نہایت متانت اور نرمی کیساتھ دفاعی رنگ میں لکھا ابتدا تو دیانند نے کی تھی پھر اسپر جو عمارت آریوں نے بنائی ہے۔ اسکے ذکر سے درشنانند خود ہی واقف ہے ہم نے تبیغ صلح دیا اور خواجہ صاحب کے لیکچروں نے تو پنجاب کے بڑے بڑے شہروں میں ٹالرشن کی بنیاد رکھدی اسکو سننے کے بغیر اسپر لے زنی کرنا درشنانند ہی کا کام ہے۔

پھر اپنی اس تحریر میں درشنانند نے ایک اور شرارت کی ہے کہ سکھوں کو خواہ نخواہ مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کی ہے کہ وہ باوا صاحب کو مسلمان کہتے ہیں ہم بڑی جرات سے اور دلیری سے اس امر کا اظہار کرتے ہیں اور باوا صاحب کو ایک راستباز اور خدا تعالے کا ایک مخلص بندہ یقین کرتے ہیں مگر درشنانند جی کو یہ معلوم نہ ہوا کہ ستیارتھ پرکاش میں باوا دیانند نے باوا صاحب کی کسقدر توہین کی ہے۔ اگر اسے معلوم نہیں تو میں انہیں وہ نہایت شرمناک اور دل آزار الفاظ ستیارتھ پرکاش میں دکھا سکتا ہوں اور سکھ خوب جانتے ہیں کہ باوا صاحب کی توہین کرنیوالے آریہ ہیں یا کون بات تب تھی اگر درشنانند صاف طور پر لکھدیتا کہ ستیارتھ پرکاش کے مصنف نے باوا صاحب کی توہین کرنے میں جھوٹ بولا ہے۔ پھر درشنانند جی مباحثہ کی بھی درخواست کرتے ہیں۔ جبکہ آجتک انہیں ان زبردست کتابوں کے جواب لکھنے کی توفیق نہیں ملی۔ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے لکھی گئی ہیں۔ تو اب کسی جدید مباحثہ میں وہ کیا کرینگے۔ علاوہ بریں کیا انہوں نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک خادم میر قاسم علی احمدی کے ہاتھ سے پنڈت دیانند سرت کھنڈن دہلی میں مباحثہ کر کے نہیں دیکھ لیا کہ کس طرح پر آپکی قابلیت کا راز کھول لیا گیا تھا بہرحال رشی دیانند کا ایڈیٹر سوامی درشنانند احمدیوں کی مخالفت کو چھوڑ کر اپنے گھر کی اصلاح کرے جہاں جوتیوں میں دال بٹ رہی ہے۔

ایک احمدی راجپوت کی قابل تعریف ہمت

رسم و رواج کے بندھن اور زنجیروں سے نکل آنا بھی بڑی بات ہے۔ الحکم کے انہیں کالموں میں گزرے سال ایک نوجوان احمدی راجپوت چودہری غلام قادر خان صاحب ساکن لنگڑوعہ کی اخلاقی جرأت کا تذکرہ کیا گیا تھا جو محض شریعت کی پاسداری کی وجہ سے اپنے نکاح سے محروم کر دیا گیا تھا اور اسنے شادی نہ کرنیکو شریعت کی خلاف ورزی پر ترجیح دی تھی۔ اسکے بعد ایک عرصہ تک اسکا معاملہ زیر تجویز رہا۔ اور خیال کیا جاتا تھا کہ چودہری غلام قادر شاید اپنی ہٹ سے باز آجاوے مگر وہ نہایت استقلال سے ایک مضبوط چٹان پر کھڑا تھا۔ اسکی اس اخلاقی جرأت نے میرے مکرم بھائی چودہری سرخان صاحب ساکن کا ٹھگڑھ کو جرأت دلائی کہ اس نے اپنی لڑکی چودہری غلام قادر خان کو دینے کا اظہار کر دیا بظاہر کہا جاویگا کہ یہ معمولی بات ہے نہیں یہ بالکل غیر معمولی ہے اصل بات یہ ہے کہ بدقسمتی سے راجپوتوں میں یہ ایک رسم چلی آتی ہے۔ کہ جہاں سے لڑکیاں لیتے ہیں وہاں دینا اپنی ہتک سمجھتے ہیں اور نہیں دیتے اسی طرح پر کاٹھگڑھ والے لنگڑوعہ لڑکیاں نہیں دیتے ورنہ ناک کٹتی ہے مگر چودہری سرخان صاحب نے فی الحقیقت اس موقعہ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنیکا نمونہ دکھایا ہے۔ اسکی برادری اور دوسرے رشتہ دار شاید اس معاملہ میں سخت مخالفت کریں گے

سالگذشتہ

گذشتہ باتوں کی یاد انسانی زندگی کا ایک طبعی اور فطرتی خاصہ ہے اسلیئے مین اگر گذشتہ سال کا تذکرہ کرون تو یہ اسی فطرتی جذبہ کے ماتحت ہوگا گذشتہ امور کی یاد انسانی زندگی کے لیئے دراصل ایک قابل قدر سبق ہوتا ہے۔ اس بنا پر کہا جاتا ہے کہ

گذشتہ لوگون کے قصص بعد میں آنیوالونکے لئے نصیحت ہین خدا تعالی کی مجید کامل اور آخری کتاب مین بعض عظیم الشان اور اولوالعزم لوگونکا ذکر کیا ہے جو منصب رسالت اور نبوت پر مامور ہوکر آئے اور پھر انکے مومنین اور منکرین کا ذکر کیا کیون؟ صرف اسلیئے کہ موجودہ نسل اس سے عبرت حاصل کرے یہی یادرفتگان تاریخ کا زبردست جزو ہے۔ بلکہ گذشتہ کی یاد ہی تاریخ بناتی ہے۔ بغرض گزری ہوئی باتون پر بہ حیثیت مجموعی غور کرنا انسانی زندگی پر ضرور موثر ثابت ہوتا ہے اسی طرح پر جب انسان اپنی عمر کے ایک گذرے ہوئے سال پر غور کرتا ہے تو اسکے قلب پر ایک خاص اثر ہوتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ عمر کی زنجیر میں سے ایک کڑی اور کم ہوگئی اور قبر کے وہ اور بھی قریب ہوگیا۔ میں اپنی عمر کے گذشتہ سال پر غور کرنیکے لئے قلم نہین اٹھاتا وہ میرا ذاتی اور شخصی فرض ہے۔ اور ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنی اپنی جگہ غور کرے کہ اس نے سالگذشتہ میں رضاء الٰہی کے لیئے کیا کیا؟ میری غرض اسوقت عام طور پر سالگذشتہ پر نظر کرنا ہے

بعض لوگ کسی سال یا مہینے کو اپنے لیئے نیک اور دوسرے کو منحوس کہتے ہین میری دانست مین منحوس اور مسعود کی بحث مین پڑنا سخت غلطی اور نادانی ہے۔ اسلیئے کہ زمانہ توان واقعات کے ذریعہ پیدا ہوتا ہے۔ جو دنیا مین ہوتے ہین۔ اور اس لحاظ سے منحوس یا مبارک ہونا ہمارے اپنے اعمال اور افعال کا نتیجہ ہوسکتا ہے۔ اگر ہمنے کوئی وقت سعادتمندی اور نیکی مین گزارا ہے تو لامحالہ اسکے نتائج نیک ہونگے اور وہ وقت مبارک اور مسعود سمجھا جایگا لیکن اگر ہم نے وقت کی قدر نہ کرکے اسکو خدا تعالے کے منشا اور اذن کے ماتحت نہین گذارا۔ اور ہر قسم کی اخلاقی کمزوریون اور نوع انسان کو دکھہ دینے میں گزارا ہے تو لازماً اسکے نتائج خطرناک اور دکھہ دینے والے ہونگے پھر اسے منحوس کہنے کا ہم کیا حق رکھتے ہین اس سے ثابت ہوا کہ کسی سال کی نحوست یا سعادت ہمارے اپنے اعمال اور افعال کا نتیجہ ہے۔ وہ فی ذاتہا کوئی نحوست یا سعادت اپنے اندر نہین رکھتا۔ اسی بنا پر ہمارے ہادی کامل صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ

زمانہ کو برا مت کہو

اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عارفانہ نظر کا پتہ لگتا ہے ہان یہ سچ ہے کہ تاثیر کواکب ایک چیز ہے۔ اور وہ مشاہدہ میں آئی ہوئی چیز ہے اس سے ہم انکار نہیں کرتے مگر اسجگہ میرا مطلب صرف یہ بتانا ہے کہ کسی سال کو منحوس یا مسعود کہنا صرف ان واقعات اور حالات کی بنا پر ہوتا ہے۔ جو اس مین پیش آتے ہین۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ تبادلہ سنین پر کم از کم جو امر ہمارے مد نظر ہونا چاہئے وہ یہ ہے کہ گذشتہ سال مین کونسے افعال و اعمال ہمارے لیئے موجب راحت اور کونسے باعث دکھہ ہوئے اور اس غور کے بعد

آیندہ را احتیاط

پر عمل کیا جاوے اور تلافی مافات کے لیئے سعی کی جاوے اسی جہت سے مین سالگذشتہ پر نظر کرتا ہون میں سال گذشتہ کے واقعات پر کوئی تفصیلی ریمارک نہین کرونگا۔ بلکہ اپنے اس مضمون کو زیادہ تر ان واقعات میں محدود کرونگا جو کسی نہ کسی پہلو سے سلسلہ عالیہ احمدیہ سے تعلق رکھتے ہین۔

اس سال کے حوادثات میں سے جس حادثہ کو مین پہلے نمبر پر رکھتا ہون وہ

طوفان باد و باران

ہے جسکی وجہ سے کشمیر و مدراس و بنگال مین سیلاب کا جان ستان طوفان آیا۔ اس قسم کے طوفان ہر چند طبعی اسباب کے نیچے ہوتے ہین۔ مگر جہاں ایسے واقعات کے لیئے طبعی اسباب محرک ہوتے ہین۔ وہاں انکے ساتھہ روحانی اسباب کا بھی ایک تعلق ہوتا ہے۔ جو ایک ظاہر بین دنیادار اور اسباب پرست انسان کی آنکھہ سے دور ہوتا ہے۔ جو لوگ مذہبی لٹریچر کے پڑھنے کا مذاق رکھتے ہین۔ انہوں نے ایک راستباز کے منہ سے یہ پیشگوئی سن رکھی تھی۔

آیا کھڑا سیلاب ہے

ناعاقبت اندیش معترض جو چاہے کہے مگر اس مین کوئی کلام نہین۔ کہ غافلوں کے بیدار کرنے کیلئے یہ ایک تازیانہ تھا مگر بہت ہی تھوڑے تھے وہ لوگ جنہوں نے باد و باران کے اس قسم کے طوفانن اور سیلابون سے نفع اٹھایا ہان جہان جہان اور جس زمین مین یہ آیت اللہ ظاہر ہوئی وہان بھی سوچنے والے بہت ہی کم نکلے۔ اور اسکو ایک معمولی موسمی طوفان سمجھا۔

پھر سال بھر ہی قریباً قحط کا اثر ملک پر رہا اور طاعون اگرچہ کم رہی مگر اس کا اثر زایل نہ ہوا یہ ان لوگوں کے لیئے تازیانہ ہدایت تھا جو اپنی شومی اعمال کو خدا کے مقدس و مطہر راستباز کی اسی طرح نحوست قرار دیتے تھے۔ جس طرح پر انکے اسلاف نے حضرت موسٰی علیہ السلام کو کہا تھا طاعون نے صوبہ پنجاب میں ملیریا نے اور صوبجات متحدہ میں ہیضہ نے اتلاف جان کیا۔ اور خدا تعالی کی اس قسم کی قہری تجلیوں نے بیدار کیا۔ یہ تو انذاری فرشتے تھے۔ جو ملک بھر مین اپنا کام کرتے رہے اور دنیا کے فانی ہونے کا سمان ہمارے سامنے پیش کرتے رہے؛

علاوہ ازین دنیا کے مختلف حصون مین قیامت خیز زلزلون نے لوگون کو بیدار کیا اور اس ملک مین بلوچستان مین ایک ہولناک زلزلہ آیا۔

جن سے بہت سے جان و مال کا نقصان ہوا اس قسم کے حوادث اور واقعات کی علم الاطلاع حضرت مسیح موعود مغفور نے اپنی پیشگوئیوں میں دی تھی مگر تھوڑے ہیں جو ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں اس قسم کے واقعات عام ہیں۔

ملکی حالات کے لحاظ سے **تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد** والی پیشگوئی پورے زور کیسا تھ پوری ہوئی اس تقریب پر حضرت صاحبزادہ میرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے ایک خاص اشتہار شایع کیا۔ ہندوستان میں انارکزم کا زور رہا سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے لیسے موقعوں پر ان لوگوں کے لیئے اظہار تنفر و ملامت کا ووٹ پاس ہوتا جنہوں نے گورنمنٹ انگلشیہ اور اسکے معزز عہدہ داروں کے خلاف بدعنوانیاں کیں مقدمات بغاوت کا ایک لمبا سلسلہ شروع ہوا۔

ان امور کے بعد اب میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ذکر خصوصیت سے کرنا چاہتا ہوں۔ اس تذکرہ میں بعض باتیں ایسی ہیں کہ شاید بعض آدمی انکے ذکر کو کسی مصلحت سے پسند نہ کریں مگر میں آیات اللہ کے بیان کو چھپانا معصیت جانتا ہوں۔ اور خصوصاً وہ امور جو تاریخ سلسلہ کا ایک عظیم الشان جزو ہوں وہ کسی طرح پر بھی مخفی نہیں رہ سکتے اور نہ انہیں چھپانا چاہیئے۔ اسلیئے میں اپنے فرض کو ادا کرنے سے قاصر نہیں رہ سکتا۔

سال کے شروع میں خلافت حقہ کے اختیارات کے متعلق ایک بحث اٹھی جس میں صدر انجمن اور خلافت کے تعلقات اور اختیارات پر چند سوال کئے گئے تھے۔ یہ ایک خطرناک فتنہ اور ابتلا تھا۔

جماعت کی تمحیص کے لیئے

سلسلہ کے درد اشنا دل پہلو میں رکھنے والے اس ابتلا کو ایک طرف دیکھتے تھے۔ اور دشمنوں کی پیشگوئیاں اور تمنا بازیاں دوسری طرف جو کہتے تھے کہ ایک سال ہی کے اندر یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ اور خیال کیا جاتا تھا۔ کہ اس ابتلا میں بخاک بدہن دشمن سلسلہ کے دو فریق ہو جائیں گے۔ گمر سلسلہ کی عظمت اور شوکت اور بھی بڑھ گئی۔ جب اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے

تمکین خلافت

کی پیشگوئی کو پورا کر دیا جیسا کہ آیت استخلاف میں وعدہ ہے۔ کہ **خوف کو امن سے بدل دیں گے** اس سلطنت پر امن میں سلسلہ حقہ کی خلافت حقہ پر کوئی ایسا زمانہ نہیں آسکتا تھا۔ جو خوف و خطر کا اس رنگ میں ہو جو صدیقی خلافت پر آیا اسکے لیئے بھی ایک خطرناک زمانہ تھا۔ کہ خدانخواستہ

شیرازہ قوم

میں کوئی جنبش پیدا ہو خوف آیا اور سخت آیا۔ گمر

اللہ تعالیٰ نے اسکو امن سے بدل دیا

جیسا کہ اسکا وعدہ تھا چونکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک طیار شدہ قوم حضرت مسیح موعود مغفور نے چھوڑی تھی اور اسکی سرپرستی اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ کے وزیر کی جو حضرت مغفور سے صدیقی تعلق رکھتا تھا اسلیئے سب نے اس خطرناک موقعہ پر

اپنی اطاعت و وفاداری

کا ثبوت دیا اور خلافت حقہ کو (جیسا کہ پہلے سے اپنے لیئے مطاع اور امام یقین کرتے تھے) اپنا مطاع اور امام تسلیم کیا۔ اس ابتلا کے وقت کسی نے حضرت امام سے پوچھا کہ آپ اسکا نتیجہ کیا تنزل سمجھتے ہیں یا ترقی؟ فرمایا یہ ترقی کا موجب ہے چنانچہ جماعت کا ایمان بڑھا۔

جیسا کہ حق کے مقابلہ کے لیئے باطل دراندازی کرتا ہے۔ پھر بھی ایک دو مرتبہ اس باطل نے سر نکالنا چاہا مگر بالآخر خدا تعالیٰ نے پوری شوکت اور قوت کیساتھ تمکین خلافت کا نشان بھی ہم سب کو دکھا دیا۔ غرض صدیقی خلافت کا یہ زبردست نشان بھی اسی سال میں پورا ہوا۔

تبلیغ سلسلہ حقہ کے لیئے اس سال بہت عمدہ موقعہ حاصل رہا۔ رامپور اور منصوری پر دو مباحثہ ہوئے۔ اور دونوں جگہوں پر اللہ تعالیٰ نے مناسب وقت نصرت نازل کی منصوری پر پہلا دفعہ مسنون طریق پر بھیجا گیا اسکے علاوہ متفرق طور پر خواجہ صاحب کا لیکچر ویدسنگر اور قرآن کریم پر متعدد جگہ پر ہوا۔ اور سال کے آخری ایام میں لاہور میں تبلیغ کے لیئے اسلامی لیکچروں کا سلسلہ شروع ہوا یہاں یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ راولپنڈی بھی خصوصیت سے حضرت امام نے چند دوستوں کو وعظ کے لیئے روانہ کیا اور ایسا ہی فیروزپور کی انجمن نے سب سے اول سالانہ جلسہ کیا اور وہاں حضرت نے ایک جماعت کو روانہ فرمایا

اسی طرح تبلیغ کا سلسلہ خوب زور پر رہا۔ شیخ غلام احمد صاحب واعظ اپنے کام میں مصروف رہے افسوس ہے انکے کام کی کوئی رپورٹ میرے سامنے نہیں جو میں بتا سکوں کہ انہوں نے کسقدر دورہ کیا اور کیا کام کیا ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب نے ایام تعطیلات گرما میں بطور خود بہ اجازت حضرت امام چند جگہوں پر جا کر لیکچر دیئے برادرم مفتی محمد صادق صاحب نے اپنے اخبار کی ترقی اشاعت اور اعانت کے لیئے ایک لمبا دورہ کیا اور بہت سے لوگ داخل سلسلہ بیعت ہوئے۔

تبلیغ کے اسی سلسلہ میں یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ میں ایک اسلامی مشن قائم کرنے کی تحریک بھی اسی سال کے برکات میں سے ہے جس کے متعلق الحکم کو خصوصیت سے لکھنا پڑا اور جسکا نتیجہ بحمداللہ یہ ہوا کہ یہ تسلیم کر لیا گیا۔ کہ اس دفد کے بھیجنے کیلیئے کم از کم تین چار سال بعد نوبت آسکتی ہے۔ کیونکہ جبتک بیس پچیس ہزار روپیہ جمع نہ ہو جاوے یہ مشکل ہے۔ اس طرح میں نہایت ہی مسرت کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ ہم لوگ کس فراخدلی سے نیک مشوروں کی قدر کرنیکی توفیق پاتے ہیں صدر انجمن کے ماتحت ہونیوالے کاموں کی سالانہ رپورٹ جلسہ پر پڑھی جائے گی اسلیئے میں اعداد و شمار کے لحاظ سے ان کاموں پر ریویو نہیں کر سکتا۔

ہاں مختصراً ذاتی علم اور واقعات کی بنا پر کچھ ظاہر کرتا ہوں مدرسہ کی تعلیمی حالت ترقی کر رہی ہے۔ اور افسران سررشتہ تعلیم نے اپنا پورا اطمینان ظاہر کیا ہے۔ گورنمنٹ نے عمارت مدرسہ کے فنڈ میں دس ہزار روپیہ کی امداد دی اور تعمیرات سلسلہ کے

شعبہ میں مدرسہ کی عمارت کے لیئے قوم اینٹیں طیار کر لینے میں کامیاب ہوئی طلباء کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔ ایسا ہی بورڈون کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس روز افزون ترقی نے مجلس معتمدین کو ایک خاص سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس تجویز کرنے پر مجبور کیا۔ غرض مدرسہ ہر طرح سے ترقی کر رہا ہے۔ اللھم زدفزد۔ مدرسہ کی متعلقہ شاخین قابل اطمینان کام کر رہی ہین۔ گرل سکول بھی چل رہا ہے۔

میگزین کی اشاعت مین ترقی کی رفتار کے بڑہنے کی ضرورت ہے۔ اور اگر اعانت کا صیغہ مدد نہ دے تو میرا خیال ہے کہ میگزین کے خریدارون کی آمدنی اسکے اخراجات کو پورا نہین کر سکتی۔ مقبرہ بہشتی مین بھی آمدنی بڑھ رہی ہے۔

یہ تمام ترقی کے آثار ہیں سلسلہ بعیت روز افزون ترقی پر ہے۔ اگرچہ یہ ساری باتین شمار اعداد کے ذریعہ سے ظاہر ہونی ضروری مین مگر یہ کام سالانہ رپورٹ کے ذریعہ پورا ہوگا خلاصہ یہ ہے کہ سلسلہ خدا کے فضل سے ہر پہلو سے ترقی کر رہا ہے اس سال ضرور تھوڑی بات اور غیر معمولی بات پیش آئی۔ وہ سالانہ جلسہ کا التوا ہے۔ اس التوا کے وجوہات اخبار مین دیئے گئے ہین تاہم لاہور مین جو جلسہ ہوا وہ بھی سالانہ سے کم نہ تہا تالیفات کے صیغہ مین حضرت مسیح موعود مغفور کی بعض ناتمام کتابین شایع ہوئیں۔ حضرت فاضل امروہی نے مباحثہ رامپور کے متعلق ستہ ضروریہ شایع کیا۔ دہلی سے میر قاسم علی صاحب نے شدہی کی شدہی اور چند رسائل آریوں کی تردید مین شایع کئے ماسٹر عبدالرحمن صاحب نے ضرورت زمانہ پر ایک قابل قدر کتاب شائع کی۔ سکھ ازم پر ماسٹر محمد یوسف کی کتاب اظہار حق حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنے خرچ سے شایع کرائی۔ نئی انجمنون کے سلسلہ مین قادیان کی سادھ سنگت ایک چھوٹی سی مجلس ہے جو اسی سال قائم ہوئی۔ اسکی غرض سکھون مین اسلام کی اشاعت ہے اسنے کچھ ٹریکٹ شائع کئے۔

پھر ایک انجمن ارشاد کا قیام ہے جو حقایق اسلام سے واقف ہو کر دعوت اسلام کا کام کرنا چاہتی ہے۔

اسی طرح دہلی مین دیانند مت کہنڈن سبھا جو خصوصاً آریوں کی تردید کے لیئے قائم کیگئی ہے سال گذشتہ مین ایک جدید پرچہ نور بھی اسی مقصد کے لیئے جاری ہوا۔ ان تمام امور پر یکجائی نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ کی طرف سے خلافت صدیقی کے عہد مین کام کی وسعت کا دائرہ کسطرح پہیل رہا ہے۔

اب مین اپنی نسبت کچھ کہنا چاہتا ہون۔ الحکم کی اشاعت آخری سہ ماہی مین بے ترتیب رہی اسکی وجہ اگست کے شروع مین میرا بعض اسلامی خدمات کے لیئے دلی جانا تہا جہاں مجھے غیر متوقع طور پر زیادہ دیر ٹھہرنا پڑا۔ قیام دہلی کے اثنا مین ایڈیٹر الحکم اپنے فرض و تبلیغ اشاعت سلسلہ حقہ سے غافل نہ رہا۔ دیانند مت کھنڈن سبھا اور انجمن خادم المسلمین کے قیام کیوجہ سے اسے متعدد لیکچر دینے پڑے جنکا اثر اللہ تعالےٰ کے فضل سے اہل دلی پر اچھا پڑا۔ پھر اسی سفر کے دوران مین لمبے ریاست اجی گڈھ مین جانا پڑا جہان ایوان شاہی مین اسکا لیکچر ہوا۔ اور ہر شہر کے علم مسلمانوں کو ایکدوسرے لیکچر کے ذریعہ تبلیغ کر کے وہان ایک مدرسہ تعلیم الاسلام کے قیام کی بنیا د رکہی اس سفر کیوجہ سے الحکم کی اشاعت مین سبے ترتیبی واقع ہوئی۔ یہ سفر کچھ ایسا پیش آیا کہ اسکے بعد واپس آکر بھی لاہور وغیرہ کے سفرون مین اسے زیادہ وقت اسے دینا پڑا۔ بہرحال سال گذشتہ کا آخری حصہ الحکم کی اشاعت کے پہلو سے ناقابل اطمینان تہا ان اسباب کے علاوہ وہ مالی مشکلات بھی سدراہ ہوئیں جو مشینوں کے سلسلہ کیوجہ سے پیش آچکی ہین۔ تاہم خدا کا فضل ہے۔ کہ مختلف اخبارات کی موجودگی میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اخبار باوجود اس قسم کی مشکلات کے زندہ رہا۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کے فضل کی بات ہے۔ وبعد الحمد الحکم کے سرپرست اور مربی ایسی حالت مین خاص شکریہ کے قابل ہین۔ جنہوں نے اس کی سرپرستی کو نہین چھوڑا۔ خواہ اسکے وجوہات کچھ ہی ہون۔ مگر الحکم کی اس بے ترتیب اشاعت اور اس کے مقابلہ مین ارزان اخبارون کی کثرت کے باوجود اسکی زندگی حیرت انگیز اعجاز ہے اور میرے لیئے ہمیشہ ایمان کی ترقی کا ذریعہ ہے۔ سال گذشتہ مین ایڈیٹر الحکم باوجود ہیڈکوارٹر سے لمبی غیر حاضری اور بعد ایسی ہی چھوٹے چھوٹے سفرون کے پیش آجانیکے خدا ہی کے فضل سے اس قابل ہوگیا۔ کہ وہ تین پارے ترجمۃ القرآن کے اور شایع کر سکے ۲۸ وان پارے تک ترجمۃ القرآن شایع ہو گیا یعنے ۲۴ سے لیکر ۲۸ تک ۲۹ وان زیر طبع ہے قرآن مجید کی یہ خدمت بھی خدا کے خاص فضل کا نشان ہے۔ اور اسی کے فضل سے توقع ہے۔ کہ یہ ترجمہ پورا ہو جائے گا انشاءاللہ العزیز)

بہرحال سال گذشتہ کی اس مختصر رپورٹ کے بعد مین اس پر ختم کرتا ہون کہ اب ہم نئے سال مین ہین اور نئی امیدون کے ساتھ سرپرستان الحکم توجہ فرمائیں۔ کہ وہ الحکم کے قیام و بقا کیلئے ان رکوں کو جو مالی مشکلات کی صورت میں اس کی راہ میں ہین۔ دور کرنے کی توفیق پاسکیں۔ اور اسکی صورت الحکم کی وسعت اشاعت اور ترجمۃ القرآن کے خریدارون کی حلقہ کی وسعت اور کارخانہ کی کتابون کی اشاعت ہے۔ یہ سب کچھ اللہ ہی کے فضل سے ہوگا۔ اور ہم اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ بالآخر دعا ہے کہ حضرت امام کی دعاؤن کے سایہ مین ہماری تربیت ہو اور ہم اپنے مقصد عالی کو حاصل کر سکین۔ (آمین)

(امین)

شور و شر

پنجاب مین بمب اور انبالہ کا حادثہ

پولیٹیکل پاگلوں نے پنجاب مین اپنی کرتوتوں کے اظہار کے لیئے جرات کی ہے۔ چنانچہ ۲۴ ۔ دسمبر ۱۹۰۹ء کی رات مسٹر سائیکس ڈپٹی کمشنر انبالہ کی کوٹھی پر ایک بمب کا پارسل رکھا گیا جسپر کہا جاتا ہے اخبار ہندوستان لپٹا ہوا تھا مسٹر سائیکس اس کے حادثہ سے بچ گئے مگر انکا گوالہ زخمی ہوا جس نے اسے اٹھایا تھا۔ مین مسٹر سائیکس کو انکے بال بال بچنے پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے مبارکباد دیتا ہون اور جن شریروں نے اس قسم کی ناپاک فطرت کا اظہار کیا ہے ہم ان سے سخت نفرت کا اظہار کرتے ہین اس قسم کی شوریدہ سری اہل ملک کے دامن اخلاق اور وفاداری پر سخت داغ ہے۔ اور وفادار افراد رعایا کا فرض ہے کہ ایسے محسن کش بدباطن لوگوں کی تلاش اور تحقیق مین مقامی افسروں کو پوری مدد دے اس حادثہ کے متعلق تلاشیوں کا سلسلہ گرم ہے۔ خدا کرے کہ اصل ملزم گرفتار ہون اور انہین عبرتناک سزائیں ملین۔

گلے دیگر شگفت

بحوالہ پنجابی معلوم ہوا کہ انارکسٹانہ اشتہارات لاہور مین مسٹر ٹانڈین کی کوٹھی کے سامنے ایسے بورڈ پر چسپان کیئے گئے جہان اشتہارات لگانے کی ممانعت تھی یہ اشتہارات ٹائپ کیئے ہوئے تھے اور المشتہر کی جگہ لکھا ہوا تھا "انارکسٹوں کی پنجابی برادری" اس قسم کے اشتہارات کی اشاعت خواہ امر واقعہ ہو یا محض شرارت اور شوخی بہرحال اس قابل نہیں کہ اسپر لحاظ اور توجہ نہ کی جاوے میری رائے مین اہل ملک کو ایسے تیرہ اندرون دشمنان ملک کو گورنمنٹ کے حوالہ کر دینے کے لیئے متحد ہو جانا چاہیئے۔ اور بالاتفاق گورنمنٹ سے استدعا کرنی چاہیئے کہ ایسے شوروپشت لوگونکو سخت سے سخت سزائیں دیجائیں۔ اخبارات کو ان لوگوں کے لیئے خصوصیت کیساتھ ملامت اور نفرت کا پرزور اظہار کرنا چاہیئے۔ اور انکے مقدمات کی روئدادین قطعاً چھاپنی بند کر دیجائیں۔ جبتک عام بیزاری اور نفرت کی آواز ان کے کانون تک پہونچے۔ اور ایک متفقہ طاقت انہین سزا دلانے کے لیئے آمادہ نہ ہو جائیگی۔ یہ لوگ باز نہین آئینگے

مقدمات بغاوت

لاہور مین بغاوت کے مقدمات ایک خاص مجسٹریٹ کی عدالت میں چل رہے ہیں ان مقدمات مین الیشری پرشاد مالک اخبار بیداری اور گنپتی لال خستہ ایڈیٹر اخبار اکاش دہلی اور ایڈیٹر و پرنٹر اخبار سہاگ کے مقدمات کا اضافہ ہوا ہے ایسے اخبارات جو ملک مین بدامنی پھیلانیکے ملزم یا اہل ملک کو بدنام کرنیکا ذریعہ ہیں بائیکاٹ کر دینے کے قابل ہیں میں ہندو لیڈرون اور ہندو اخبارات سے اپیل کرتا ہون کہ کیا وہ اس معاملہ مین اپنی آواز بلند کرینگے۔ میرے معتصر خواہ مجھے کچھ ہی کہین مگر اہل ملک کی بہتری اور بھلائی اب اسی مین ہے کہ اس قسم کی تجویزون پر عملدرآمد کیا جاوے پریس کی آزادی سے بہت ناجائز فائدہ اٹھایا گیا ہے اس قسم کے اخبارات کے خریدارون پر بھی اعانت کے مقدمات دائر کیئے جاوین اور ڈاکخانہ ایسے اخبارات کی روانگی کو روکدے اس قسم کی سختی آمیز تجاویز ضرور کارگر ثابت ہو سکتی ہین ایک شخص جرم کرتا ہے اور کل قوم اور ملک بدنام ہوتا ہے ایسی حالت مین ضروری ہے کہ ایسی شورہ پشتیونکو روکنے کے لئے سخت سے سخت تجاویز اختیار کیجاوین۔

داخلہ بند

حضور گورنر جنرل باجلاس کونسل نے اخبار ست سنگ کا جو شہر گوالہ سے شائع ہوتا ہے داخلہ ہندبراستہ بحر و بر بند کر دیا ہے اس قسم کے تمام اخبارات اس سلوک کے مستحق ہین۔

پٹیالہ کا مقدمہ سڈیشن

پٹیالہ کے مقدمہ سڈیشن میں ۳۰ آدمیون کے خلاف مسٹر گرے نے استغاثہ واپس لے لیا ہے یہ امر صاف طور پر دلالت کرتا ہے کہ استغاثہ خود دیانت اور انصاف سے کام لے رہا ہے آریہ اخبار اپنی روش کو پٹیالہ کیس کے متعلق جسقدر نرم کرلین اتنا ہی مفید اور مناسب ہے۔

افواہ ۔ بھارت متر لکھتا ہے کہ کلکتہ مین یہ افواہ گرم ہے کہ ۱۴ ہندوستانی جلاوطن کئے جائینگے اس قسم کی افواہیں ملک مین بے اطمینانی پھیلاتی ہین۔ اسلیئے ہمارے اخبارات کو پولیٹیکل امور کے متعلق تشویش افزا خبرونکی اشاعت سے جو بیجا ئے خود بے رنگ افواہ ہون پرہیز کرنا چاہیئے۔

گرفتاریان

انبالہ کے حادثہ بمب کے متعلق جمعرات کی سہ پہر کو کالی باڑی لاہور سے دو بنگالی گرفتار ہوئے ہیں ایسا ہی ۸ ۔ جنوری ۱۹۱۰ء کی صبح کو سات بجے خانصاحب چودہری رحمت اللہ خان صاحب نے بھائی پرمانند ایم ۔ اے پروفیسر ڈی ۔ اے ۔ وی کالج لاہور کو زیر دفعہ ۱۱۰ ضمن الف ریلوے سٹیشن کے قریب گرفتار کیا ۳ بجے بعد دوپہر پرسن صاحب مجسٹریٹ کار خاص کے سامنے پانچ ضامنون لالہ ہیرالال بیرسٹر بخشی ٹیک چند پلیڈر مسٹر دونی چند بیرسٹر لالہ دیوان چند بزاز ۔ لالہ شنکرداس فوٹوگرافر کی پندرہ ہزار کی ضمانت اور ۱۵ ہزار کے مچلکہ پر ملزم کو رہا کیا گیا آئندہ پیشی ۱۴ ۔ جنوری ۱۹۱۰ء کو ہوگی۔

سرحدی خبرین

سردار عبدالخالق خان نے اپنی بیوی اور لڑکی کو کابل مین قتل کر دیا اور پھر شاہ غازی عبدالقدوس کے ہان پناہ لینے کو چلا گیا۔ مگر امیر صاحب کے حکم سے قاتل سردار گرفتار ہو گیا ہے وجہ قتل بیوی کی بے وفائی کا شبہ تھا۔

مقتدائے طریقہ احمدیہ

جناب حضرت مولانا مولوی حکیم حاجی نورالدین صاحب بارہا ہندوستانی دواخانہ دہلی سے ادویات طلب فرمایا کرتے ہیں نیز اور اطبا بھی ایسا ہی کرتے ہیں کیونکہ یونانی مرکب ادویات بدیسی اور اصلی اجزاء سے بنی ہوئی صرف اسی دواخانہ سے ملتی ہیں اس **دواخانہ نے طب یونانی کے قالب مردہ میں تاب وتوان پیدا کردی ہے۔**
کیونکہ اس میں کل امراض کی منتخب یونانی بلکہ ویدک کی پانچسو ادویات طیار ہوتی ہیں۔ اسکا عظیم کاروبار ہے بہت بڑا اسٹاف موجود ہے۔ تاہم کام کی یہ کثرت کہ نہ صرف دن میں بلکہ بڑی رات تک کام کیا جاتا ہے۔ **حاذق الملک جناب حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب دہلوی**
اور ان کے مشہور خاندان کی خاص خاص مجرب دوائیں صرف اسی دواخانہ میں بنتی ہیں۔ جناب حاذق الملک اس دواخانہ کے سرپرست ہیں اور اس کی آمدنی
مدرسہ دائیان وشفاخانہ زنانہ دہلی کو دی جاتی ہے
شفا اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ مگر تدبیر اور تدبیر کیساتھ اخلاص شرط ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ کثرت سے مریض اس دواخانہ کی ادویات سے شفا حاصل کر رہے ہیں۔ کیونکہ
یہ دواخانہ ایمانداری سے اپنا فرض پورا کرتا ہے اور ہر مرض کی دوا اسمیں طیار ہے۔
نوٹ:۔ للہ اللہم **خاص الخاص** ارواح اور قوتوں کو ترقی دینے والی دوا بہی مقوی بہتر غذا بہتر دوا جناب حاذق الملک کا خاص خاندانی نسخہ طیار ہے۔ قیمت فی تولہ صرف نصف قلی عہ
فہرست ادویات مفت

ٹھیک یہ الفاظ پتہ لکھیئے۔ **ہندوستانی دواخانہ دہلی۔ ہیڈی سنز** تار کا پتہ ہے۔

پانچ روپیہ سے دو لاکھ روپے کس طرح ہوگئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ دو لاکھ روپے کی جائداد کا بلا شرکت غیرے مالک مختار ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آجتک دس لاکھ روپے کا فروخت کرچکا ہوں جس شخص نے ایکدفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بنگیا ہے ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جبتک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بہت بدنصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنئے روح حیات کیا چیز ہے۔ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکے پینے والیکو آسان ہے کیا آپنے نہیں سنا کہ ڈاکٹر بی۔ این صاحب بہادر سانٹین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داران وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے روح حیات رگ وریشہ میں تحریک پیدا کر کے مردہ ہونیکے گودے یا فاسفورس کو چمکا کر خون صالح بکثرت پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی لاگ سے چاق وچوبند کر کے ہر انسان کو ایسا صحیح وتندرست بنا دیتا ہے۔ کہ پھر حوادث زمانہ اگر تازیانہ بھی مارے تو بھی پیٹھ کر کے نہ آپ ہوجاویں ہندوستان انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور ملے ہوئے ڈاکٹروں اور میڈیکل کالج کے لیکچراروں اور معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود اتنا زمانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ او ۸۰ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نکالے کہ روح حیات اسوقت انسان کی دوبارہ زندگی کیلئے لاثانی دوا نہیں بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پروا حالت میں بوجہ بے اعتدالی یا بخلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں انکے لیے روح حیات تریاق کامل بااثر ہے دوا ہے یہ زندہ دوا ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کردیتا ہے چہرے میں رونق وابداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت نواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہوگئی ہوں انکے دفعیہ کے لیے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی ضعف باہ ضعف مثانہ جریان سرعت رقت، ضعف اعصاب ضعف معدہ ضعف دماغ ضعف جگر ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے بمنزلہ تریاق ہے جسمانی کمزوری لاغری بے رونقی زردی چہرہ کیلئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے حلق سے اترتے ہی اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جنپر قوت باہ کا مدار ہے بزدل کو جوانمرد جوان کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنہ (للعہ) روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کردیتا ہے۔ وہ ہمارا روغن واقعہ سستا ہے۔ یہ روغن رگوں پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ دور کر کے معدود طاقت کو بحال کردیتا ہے اور گئے گذرے مریض مرد کو پورا مرد بنا دیتا ہے اور پھر عمر بھر کسی اور دوا کے استعمال کرنے کی حاجت نہیں رہتی قیمت فی شیشی روغن چار روپے چار آنہ (للعہ)

حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں۔

ہارمونیم باجے! ہارمونیم باجے!!

قیمت نہایت ارزان



سچے ملاحظہ کیجئے

مسلم ٹریڈنگ کمپنی لاہور کے خاص اپنے کارخانہ کے ساختہ پائدار ریڈیں میں ملنے گئے ہیں وزن بہت ہلکا لکڑی مضبوط خوشنما پالش جو کہ نہایت مدت تک خراب نہ ہو ریڈیں مشہور ولایتی کارخانہ کی بنی ہوئی لگائی جاتی ہیں۔ بشرط واپسی اگر ناپسند ہو تو پہنچتے ہی بغیر استعمال کے واپس کر دیجئے اور خراب ہو جائے آرڈر کے ہمراہ عہ فی باجہ پیشگی آنا چاہیئے اور نزدیک ترین ریلوے سٹیشن کا نام ضرور لکھدینا چاہیئے۔ ہم اسکا دعویٰ کرتے ہیں کہ نہایت عمدہ مال اتنی ارزان قیمت پر دوسرے تاجر کے ہاں نہیں ملیگا۔ قیمتیں سے دستی ۱۳ اسٹاپ درجہ اول قیمت ۱۹ درجہ دوم ۱۷ سر دستی ۱۴۔ اسٹاف درجہ اول قیمت ۳۲ درجہ دوم ۲۵ ڈبل سر وولڈ ٹاپ ۱۴۔ اسٹاپ ہاتھ اور پاؤں سے بجایا جاتا ہے۔ قیمت درجہ اول ۳۹ درجہ دوم ۳۴ تصویر کل لونڈگ اہنیم ۱۶ اسٹاپ صرف پاؤں سے بجایا جاتا ہے قیمت نا لیدار ۸۰ بغیر پاؤں کے ۶۰

ہارمونیم سیکھنے کی کتب

فی صدی منافع - آجتک ۳ سے ۲ سسل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ حصہ داران کو تقسیم کیا ہے مرد عورت کامیاب ہو سکتے ہیں اور فارم شمولیت برسکف مندرجہ ذیل سے طلب کرو	چراغ ہارمونیم فی .... ۱۲ر راہبر ہارمونیم .... ۱۲ر ہارمونیم استاد مع کلید ہارمونیم ۴ر طبلہ سیکھنے کی کتاب ... ۵ر	ایجنٹوں کی ضرورت ہم کو مال از قسم باجے گھڑیاں بائیسکل سلائی کی مشینیں وغیرہ فروخت کرنیکے لیئے ایجنٹوں کی ضرورت ہے ۱/ کا ٹکٹ بھیجکر قواعد مندرجہ ذیل پتہ سے طلب کرو

تمام درخواستیں و ترسیل زر بنام مینیجر مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور آنی چاہئیں

محب اطفال دوسرا نام اسکاٹس امیلشن

کا جو ہزاروں لاکھوں شفیق والدین نے اس حدرت کے صدین دیا ہے۔ اس نے ان بچوں بچوں کی تندرستی کو قوی کیا ہے۔ وہ ایسا خوش ذائقہ ہے۔ کہ بچے اسے مزے سے پیتے ہیں وہ بیمار بچوں کو تندرست و توانا بنا دیتا ہے اور فروخت کے لیے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے



ہمیشہ اس نشان ماہی گیر ایمیلشن کو جو اسکاٹ کے کی شناخت کا نشان ہے ہاتھ سے جدا نہیں جانا

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ
لیورلنڈن

کشتہ

جریان مقوی باہ تقلید مکام نسدکمر - کثرت احتلام ان امراض میں یہ کشتہ از حد بلکہ اکسیر ثابت ہوا ہے خدا کے فضل سے آیندہ بھی مفید ثابت ہوگا۔

جریان کی شناخت

پیشاب کے پہلے یا پیچھے دمات کا نکلنا یہ بیماری چند روز میں آدمی کو مردوں کی مانند بلکہ زندہ درگور کردیتی ہے اس سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں مالیخولیا نسیان کمی خون دل کا دھڑکنا ضعف دماغ بینائی کا کم ہونا نا امیدی خوف بیخوابی غمگینی وغیرہ۔

نزلہ

گلے یا معدے یا پھیپھڑے پر کسی رطوبت کا گرنا

زکام

کسی رطوبت کا ناک سے نکلنا۔ ان سے جو بیماریاں پیدا ہوتی ہیں یہ ہیں۔ سل منزلی۔ فالج ذات الجنب ذات الریہ (نمونیا) جوڑوں کا درد آنکھ کان دانت کی بیماریاں

ہمنے ایک کشتہ جو بڑی محنت اور سعی سے اور بلا آمیزش زہریلے اجزا کے طیار کیا ہے۔ انشاء اللہ بہت مفید و بابرکت ثابت ہوگا جو صاحب چاہیں ہم سے منگوا سکتے ہیں بلحاظ فوائد اور محنت کے قیمت بہت کم ہے تاکہ ہر ایک فائدہ اٹھالے۔ قیمت فی تولہ ۱/ محصول بذمہ خریدار۔

المشتہر - عبدالرحمن کاغانی احمدی شفاخانہ حکیم نورالدین قادیان

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز طراری مرلفیوں کی آہ وزاری آجکل وہ سماں دکھلا رہی ہے۔ کہ الامان لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں چلتا ہے ہم ہر دو مفت دیتے ہیں۔ اول آزماؤ۔ پھر منگواؤ بھلا اس میں بھی کچھ دھوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دونوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض کے لیئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے۔ جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاءاللہ تعالیٰ فوراً دفع ہو جاتی ہے اور ہر قسم کی شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا یہ کام نہ تھا کہ ہم لکھیں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے۔ اول مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عہ

طلاء طلسمی :- پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خود کشی کی نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاءاللہ وہ اسکو پائیے قیمت چھ ماشہ دعا

سرمہ سلیمانی :- آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸ر

سنون دندان :- دانتوں کی کل بیماریوں کو دور کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے قیمت فی بکس ۴ر

المشتہر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ
بلب گڈھ ضلع دہلی